Presented by: jafrilibrary.com

قرآن و سنت کے آئینہ میں

۵

عصمت انبیاء و مرسلینؑ

تالیف

علامہ سید مرتضیٰ عسکری علیہ الرحمہ

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

نام کتاب: عصمت انبیاء و مرسلینؑ
مؤلف: علامہ سید مرتضیٰ عسکری طاب ثراہ
مترجم: سید سعید الحسن نقوی و سید باقر رضا کاظمی
نظر ثانی: سید کمیل اصغر زیدی
ناشر: اہل بیتؑ کونسل انڈیا
اشاعت: ۱۴۴۳ھ، ۲۰۲۲ء

ملنے کا پتہ:

۱۔ حوزۂ علمیہ امام خمینیؒ، وٹوا، احمد آباد، گجرات
۲۔ ادارۂ اصلاح، لکھنؤ
۳۔ ہدیٰ مشن، لکھنؤ
۴۔ مرزا اظہر عباس، درگاہ پنجہ شریف، دہلی (موبائل: 9811627518)

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیمَ رَبُّهُ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِی قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِینَ"

"اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعہ ابراہیمؑ کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کردیا تو اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنا رہے ہیں، انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہوا کہ یہ عہدۂ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔" (سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴)

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

فہرست مطالب

عرض ناشر 7

اتحاد؛ قرآن و سنت کے آئینہ میں 10

خدا کے جانشینوں پر ابلیس کا کوئی تسلط نہیں ہے ! 12

آیتوں کے الفاظ کی وضاحت 15

ظلم کی قسمیں 17

آیات کے معنی اور تاویل 18

عمل کے دائمی اثرات اور برکت یا نحوست ! 21

خدا کے جانشینوں کی عصمت 25

قرآن کریم کی روشنی میں جناب داؤدؑ کی شادی 27

الف) روایت وہب بن مُنبہ 29

ب) حسن بصری کی روایت 33

ج) انس بن مالک سے یزید رقاشی کی روایت 34

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

روایات کی سند کی تحقیق 36

(الف) وہب بن مُنَبِّہ 36

(ب) حسن بصری 37

حسن بصری کی روایات کی قدر و قیمت 37

(ج) یزید بن ابان رقاشی 39

گذشتہ روایتوں کی تحقیق اور ان کا تنقیدی جائزہ 41

روایت میں جناب زینب بنت جحش کے ساتھ رسولخداؐ کی شادی 47

جناب زینب بند جحش سے رسولخداؐ کی شادی کے بارے میں نازل ہونے والی آیات 48

مکتب خلفاء میں ان آیات کے معانی اور تاویل 49

مذکورہ دونوں روایتوں کی تحقیق اور ان پر تنقید و تبصرہ 50

(ب) مزید وہ آیات جن کے معانی اور تاویل میں لوگوں نے غلطی کی ہے ... 57

بعض الفاظ اور اصطلاحات کی تفسیر 61

اول: موجودہ گفتگو کی اصطلاحوں کی وضاحت 61

دوم: بعض الفاظ کی وضاحت 65

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

سوم: آیات کی تاویل اور ان کے معانی 68
الفاظ کے لغوی معنی کے مطابق آیات کی تاویل و معانی 68
لغوی آیات کے مطابق آیت کے معنی اور اس کی تاویل 70
روایات اہل بیتؑ کی روشنی میں آیات کے معنی اور ان کی تاویل 72

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

عرض ناشر

عالم فرزانہ، محقق یگانہ، نابغہ دہر علامہ سید مرتضٰی عسکری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کے آثار تعصب اور جانبداری سے پاک، اپنے خاص طرزِ بیان اور اسلوبِ تحقیق کی بناپر فریقین کے درمیان انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

آپ نے مختلف علمی و فلاحی اداروں کی بنیاد رکھی جن میں "اصول دین کالج" خاص طور سے قابل ذکر ہے جہاں تفسیر، حدیث شناسی اور کلام و عقائد کے تقابلی مطالعہ کے خصوصی دروس ہوتے تھے۔

آپ نے مختلف ممالک کا سفر کرکے اسلامی شخصیات سے ملاقات کی۔ اس طرح آپ نے بہت نزدیک سے بذات خود حالات کا جائزہ لیا اور اپنی ذہانت و دور اندیشی کے ذریعہ امت مسلمہ کے نہ صرف یہ کہ اصل درد کی تشخیص فرمائی بلکہ مناسب نسخۂ علاج بھی تجویز کردیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ (طالب علمی کے) آغاز سے ہی سیرت و تاریخ پیغمبرؐ و اصحاب، صدر اسلام کے فتنوں اور سفر ناموں کے مطالعہ کا شوق تھا۔ اسلامی ممالک میں استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں پر بھی نظر رکھتا تھا۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

آپ اسلامی اتحاد اور تقریب مذاہب کی شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کرتے تھے۔آپ کا خیال تھا: "شیعوں کی باتیں (عقائد) اس وقت مقبول ہو سکتی ہیں کہ جب انہیں تاریخی تہمتوں سے پاک کر دیا جائے۔تاریخ شاہد ہے کہ انہیں تہمتوں اور ناروا الزامات کے ذریعہ دشمنانِ اسلام نے شیعوں اور سنیوں کے درمیان بغض و کینہ اور عداوت و دشمنی کے بیج بوئے ہیں۔"

آپ کو یقین کامل تھا کہ اگر شیعیت کی پیشانی سے تہمتیں اور ناروا الزامات ہٹ جائیں اور برادران اہل سنت کو "حقیقی شیعیت" کا تعارف حاصل ہو جائے تو اس دشمنی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کے آثار میں یہی عنصر واضح طور پر نظر آتا ہے۔

آپ نے اپنی دقیق تحقیق کے ذریعہ محققین کو ششدر کر دیا۔ آپ نے ایسے ناقابل تردید ثبوت اور موارد مہیا کئے کہ جن کی بنیاد پر صحیح تاریخ کو جھٹلانا ممکن نہیں ہے۔

آپ نے عموماً انہیں موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن پر صدیوں سے دونوں مکاتبِ فکر کے درمیان معرکہ آرائی جاری ہے لیکن آپ کی تحریروں میں مخالف پر حملہ، سطحی اور غیر معیاری عبارتوں، تعصب، جانبداری اور شدت پسندی کا رنگ دور دور تک نظر نہیں آتا۔ آپ نے اعتدال و انصاف اور حد درجہ تحقیق اور تدقیق کے ذریعہ ہر موضوع پر اتنی سیر حاصل بحث کی ہے کہ پڑھنے والے قاری کے ذہن میں الجھن نہیں رہ جاتی۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

زیر نظر مجموعہ "قرآن و سنت کے آئینہ میں" صلوات، متعہ، امت کے بارہ امام، عدالت صحابہ، صفاتِ خدا، جبر و تفویض وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے جن کے ذریعہ دیگر مکاتب فکر کے افراد مکتب اہل بیتؑ کو نشانہ بناتے رہے ہیں۔ یہ مسائل ہمارے یہاں اکثر ذاتی نشستوں، علمی حلقوں بلکہ محراب و منبر کا موضوع قرار پاتے ہیں اور بسا اوقات ان کے ذیل میں پیش کئے جانے والے مطالب "دلائل" کے بجائے "تفریح طبع" کا سامان محسوس ہوتے ہیں۔ ایسے حساس موضوعات پر محکم و معتدل تحریروں سے علامہ مرتضٰی عسکری علیہ الرحمہ کے تبحر، اندازِ تحقیق اور اعتدال و انصاف کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"**اہل بیتؑ کونسل انڈیا**" اس مجموعہ کی اشاعت کا شرف حاصل کررہا ہے۔ امید ہے کہ یہ پیشکش اختلافی مسائل کو سنجیدہ اور علمی اصولوں کے ذریعہ حل کرنے میں معاون و مددگار ہوگی۔

ہم "علامہ عسکری علمی و ثقافتی مرکز" اور مترجمین بالخصوص حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا کمیل اصغر زیدی صاحب کے شکر گزار ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں تک پہنچ رہا ہے۔

والسلام

اہل بیتؑ کونسل انڈیا

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اتحاد؛ قرآن و سنت کے آئینہ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ، وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلامُ علیٰ محمدٍ وَّ آلِہِ الطَّاھِرِینَ وَ السَّلاَمُ علیٰ اَصحابِہِ الْبَرَرَۃِ الْمَیَامِینَ۔

ہم مسلمانوں کے درمیان بعض اختلافی مسائل کی بناپر جب اندرونی اختلافات پیدا ہوئے تو اسلام دشمنوں نے باہر سے ہمارے اندر ایسی دراڑیں ڈال دیں کہ جن کا ہمیں احساس بھی نہ ہوسکا نتیجہ میں ہم اپنے ممالک کا دفاع بھی نہ کرسکے اور دشمن ہمارے سر پر مسلط ہوگئے اور ہم یہ بھول گئے کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

"وَ اَطِیعُوا اللہَ وَ رَسُولَہُ وَ لَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَ تَذْھَبَ رِیحُکُمْ"

"اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔"[1]

---

[1] سورۂ انفال، آیت ۴۶

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

لہٰذا مناسب یہی ہے کہ جب کبھی بھی ہمارے درمیان کوئی اختلاف پیدا ہو تو ہم قرآن مجید اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ذریعہ پرچمِ توحید کے زیر سایہ جمع ہو کر اپنے درمیان اتحاد کی راہ ہموار کریں جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

" فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیءٍ فَرُدُّوهُ اِلَی اللهِ وَ الرَّسُولِ "

"اور جب تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو۔"[1]

چنانچہ ان ہی آیات کریمہ پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنی اس گفتگو میں کتاب و سنت کا دامن تھام کر ان کی رہنمائی میں اپنے اختلافی مسائل کا حل تلاش کریں گے تاکہ خدائے متعال کے اذن سے ہم سب ایک بار پھر ایک زبان ہو جائیں اور ہماری قومی وحدت واپس لوٹ آئے۔

علمائے کرام اور اہل نظر حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اس کارِ خیر میں ہمارا تعاون فرمائیں اور ہمیں اپنے خیالات سے ضرور مطلع فرمائیں۔

سید مرتضیٰ عسکری

---

[1] سورۂ نساء، آیت ۵۹

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

خداکے جانشینوں پر ابلیس کا کوئی تسلط نہیں ہے!

خداوند عالم نے سورۂ حجر میں ابلیس کو خطاب کرکے فرمایا ہے کہ میرے خالص بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اس گفتگو کی عبارت یہ ہے:[1]

(ابلیس) نے کہا پروردگار جس طرح تونے مجھے اس کے ذریعہ گمراہ کیا ہے، میں ان بندوں کے لئے زمین میں ساز و سامان آراستہ کروں گا اور سب کو اکٹھا گمراہ کروں گا علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تونے خالص بنا لیا ہے۔ خدا نے جواب دیا۔۔۔ میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے علاوہ ان کے جو گمراہوں میں سے تیری پیروی کرنے لگیں!!

خدا نے حضرت یوسفؑ و زلیخا کی داستان میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے خالص بندوں کو شیطان کے دھوکہ سے کس طرح محفوظ رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

---

[1] "قَالَ رَبِّ بِمَا اَغْوَیْتَنِی لَاُ زَیِّنَنَّ لَهُم فِی الاَرضِ وَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِینَ۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِینَ۔ قَال۔۔۔ اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَكَ عَلَیهِم سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِینَ" سورۂ حجر، آیات ۳۹ تا ۴۲

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

"اس عورت نے ان سے بُرائی کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ کر بیٹھتے اگر اپنے رب کی دلیل دیکھ نہ لیتے، یہ تو ہم نے اس طرح کا انتظام کیا کہ ان سے برائی اور بدکاری کا رخ موڑ دیں کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں تھے۔"[1]

عصمت، امامت کی ایک شرط ہے جیساکہ خدائے سبحان نے سورۂ بقرہ میں حضرت ابراہیمؑ سے گفتگو میں بیان فرمایا ہے:[2]

"اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعہ ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کردیا تو اس نے کہاکہ ہم تم کو لوگوں کا امام و قائد بنارہے ہیں، انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہواکہ یہ عہدۂ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔"

نیز سورۂ انبیاء کی آیت ۷۳ میں ارشاد ہے:

"وَ جَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَهْدُونَ بِاَمْرِنَا۔۔۔" اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا تاکہ ہمارے حکم سے ہدایت کریں۔۔۔! اور اسی سورہ میں ان میں سے بعض حضرات کے نام بھی بتائے ہی جیسے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت

---

[1] "وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَ هَمَّ بِهَا لَو لاَ اَنْ رَءَا بُرْهَانَ رَبِّهِ کَذالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَ الْفَحْشَاءَ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِینَ" سورۂ یوسف، آیت ۲۴

[2] "وَ اِذِ ابْتَلیٰ اِبْرَاهِیمَ رَبُّهُ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِی قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِینَ" سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۴

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اسماعیلؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت ذوالکفلؑ، حضرت یونسؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ وغیرہ۔ اس سورہ میں جن حضرات کو امامت کی صفت سے متصف کیا ہے ان میں نبی، رسول اور وزیر و وصی سبھی حضرات شامل ہیں جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خداوند عالم نے امام ہونے کی شرط یہ قرار دی ہے کہ امام بننے والا شخص ظالم نہ ہو۔

خدا نے امام کو زمین پر اپنا خلیفہ کہا ہے؛ جیسا کہ حضرت داؤدؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: "یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِی الاَرْضِ۔۔۔"[1]

"اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے۔"

اور فرشتوں سے حضرت آدمؑ کا تعارف اس طرح کرایا ہے:[2]

"اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

انشاء اللہ اس آیت کی تفسیر گذشتہ آیتوں کے کلمات کی وضاحت کے بعد آئے گی۔

---

[1] سورۂ بقرہ، آیت ۲۶

[2] "وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ اِنِّي جَاعِلٌ فِی الاَرْضِ خَلِيفَةً۔۔۔" سورۂ بقرہ، آیت ۳۰

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

آیتوں کے الفاظ کی وضاحت

(الف) "اَغْوَيْتَنِي، لَاُغْوِيَنَّهُمْ، غَاوِين، غَوَىٰ" گمراہ ہوا۔ "غاوی" گمراہی میں ڈوبا ہوا۔ "اغواہ" اس کو گمراہ کیا۔

ابلیس ملعون نے خدا سے جو یہ کہا تھا: "اَغْوَيْتَنِي" یہ خدا کی اس لعنت کی طرف اشارہ ہے جو شیطان کے بارے میں گزشتہ آیت میں بیان ہوئی ہے۔

"اور تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت ہے۔"

کیونکہ خداوند عالم نے آدم کے سجدہ سے نافرمانی کرنے کی بنا پر اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا تھا جیساکہ سورۂ بقرہ میں بیان فرمایا ہے: "خدا اسی طرح بہت سے لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دے دیتا ہے اور گمراہی صرف انہیں کا حصہ ہے جو فاسق ہیں۔"[1]

(ب) "لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ" میں ان کے بُرے اعمال کو ان کی نظر میں آراستہ کروں گا۔

جیساکہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں دوسری جگہ فرمایا ہے: "زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيطَانُ اَعْمَالَهُمْ"[2] "یعنی شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو آراستہ کر دیا ہے۔"

---

[1] "يُضِلُّ بِهِ كَثِيراً وَيَهْدِى بِهِ كَثِيراً وَ مَا يُضِلُّ بِهِ اِلَّا الْفَاسِقُونَ" سورۂ بقرہ، آیت ۲۶

[2] سورۂ عنکبوت، آیت ۳۷

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

(ج) "اَلْمُخْلَصِینَ" پاک لوگ یعنی وہ لوگ جنہیں خدا نے اس لئے منتخب کیا ہے کہ انہوں نے اپنے کو خدا کے لئے خالص بنالیا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں غیر خدا کے لئے کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

(د) "اِبْتَلیٰ" امتحان لیا، اسے نیکی، بدی اور نعمت یا مشکلات کے ذریعہ آزمایا۔

(ھ) "بِکَلِمَاتٍ" یہاں پر کلمات سے مراد وہ واقعات ہیں جن کے ذریعہ خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ کا امتحان لیا تھا جیسے بت پرستوں اور ستارہ پرستوں کے درمیان آپ کا گھر جانا، آگ میں ڈالا جانا، اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کرنا وغیرہ۔

(و) "فَاَتَمَّھُنَّ" سب کچھ پورا کردیا۔

(ز) "جَاعِلُكَ" میں تم کو قرار دینے والا ہوں، جعل کے متعدد معنی ذکر ہوئے ہیں جیسے خلق کرنا، پیدا کرنا، حکم شریعت بنانا، قرار دینا اور بنانا وغیرہ لیکن یہاں پر آخری دو معنی مقصود ہیں۔

(ح) "اِمَاماً" امام یعنی لوگوں کا قائد اور پیشوا، گفتار اور کردار دونوں اعتبار سے۔

(ط) "اَلظّالِمِینَ" ظلم وستم کرنے والے، ظلم یعنی کسی چیز کو ایسی جگہ رکھنا جو اس کے لئے مناسب نہ ہو اور اسی طرح حق سے تجاوز کرنا بھی ظلم ہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

ظلم کی قسمیں

ظلم کی تین قسمیں ہیں :

الف : انسان کا ظلم اپنے پروردگار کے اوپر۔ ان میں سب سے بڑا ظلم شرک اور کفر ہے جیساکہ خداوند عالم نے سورۂ لقمان کی بارہویں آیت میں فرمایا ہے : "اِنَّ الشِّرکَ لَظُلْمٌ عَظِیمٌ" "یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔"

اور سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۵۷ میں یوں ارشاد ہے : "فَمَنْ اَظْلَمَ مِمَّنْ کَذَّبَ بِآیاتِ اللهِ۔۔۔" "اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی نشانیوں کو جھٹلائے۔"

ب : انسان کا دوسرے لوگوں پر ظلم جیساکہ خدائے سبحان نے سورۂ شوریٰ کی آیت ۴۲ میں فرمایا ہے : "اِنَّمَا السَّبِیلُ عَلَی الَّذِینَ یَظْلِمُونَ النَّاسَ" "عذاب صرف ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔"

ج : انسان کا خود اپنے اوپر ظلم جیساکہ خداوند سبحان نے سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۱ میں فرمایا ہے : "وَ مَنْ یَفْعَلْ ذَالِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه۔۔۔" "جو ایسا کرے گا وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔"

اور سورۂ طلاق کی پہلی آیت میں فرمایا ہے : "وَمَنْ یَتَعَدَّ حُدُودَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه" "جو حدود الٰہی سے تجاوز کرے گا یقیناً وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

ظلم کسی بھی قسم کا ہو درحقیقت وہ اپنے نفس پر ہی ظلم ہوگا اور جو ایک مرتبہ ظلم سے متصف ہو جائے اس کا زمانہ ماضی، حال، مستقبل میں سے کوئی بھی ہو وہ ظالم شمار کیا جائے گا۔

(ی) "هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا هَمَّ بِالاَمْرِ" یعنی کسی بھی کام کو انجام دینے کا ارادہ کیا ہو لیکن اسے انجام نہ دیا ہو۔

(ک) "رای" دیکھا: آنکھوں سے دیکھنا جبکہ قلب سے دیکھنے کو بصیرت و ادراک کہتے ہیں۔

(ل) "برھان" محکم دلیل، تابناک حجت جو حق و باطل کے درمیان تمیز کرتی ہے اور یوسفؑ نے جو چیز دیکھی تھی وہ اس سے کہیں زیادہ تھی۔

آیات کے معنی اور تاویل

گزشتہ آیات میں ابلیس نے پروردگار عالم سے کہا تھا کہ اے میرے خدا جس طرح تو نے مجھے لعنت کا مستحق قرار دیا اور مجھے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے تو میں بھی تیرے بندوں کے لئے زمین پر ساز و سامان آراستہ کروں گا، اس نے اپنی اس دھمکی پر عمل بھی کیا جیساکہ خدائے متعال نے سورۂ نحل کی آیت ۶۳ میں فرمایا ہے: "لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ" "ہم نے تم سے پہلے مختلف قوموں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کاروبار کو ان کے لئے آراستہ کر دیا۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اور سورۂ انفال کی ۴۸ ویں آیت میں فرمایا: "وَ اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطَانُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْم" "اور اس وقت کو یاد کرو جب شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال کو آراستہ کر دیا اور کہا کہ آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں ہے۔"

اور سورۂ نمل کی آیت ۲۴ میں فرمایا: "یَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللهِ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیل" "خدا کے بجائے سورج کی پوجا کرتے ہیں اور شیطان نے ان کی نظروں میں اس عمل کو حسین بنا دیا ہے اور انہیں صحیح راستہ سے روک دیا ہے۔"

جی ہاں! شیطان نے یہی کہا تھا کہ لوگوں کے اعمال کو ان کی نظروں میں آراستہ کروں گا اور سب کو گمراہ کروں گا علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص بنا لیا ہے اور خدا نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے علاوہ ان کے جو گمراہوں میں سے تیری پیروی کرنے لگیں!! اسی طرح خداوند عالم نے یوسف و زلیخا کی داستان میں مخلصین کے حالات کو بیان کرتے ہوئے ہمیں اس بات سے آگاہ کیا کہ کس طرح اللہ کے مخلص بندے گناہ اور نفسانی خواہشات سے مقابلہ کرتے ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا: "وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَ هَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَاٰی بُرْهَانَ رَبِّه" "اس عورت نے ان سے برائی کا ارادہ کیا اور وہ بھی ارادہ کر بیٹھتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

یہ واقعہ اس گھر میں رونما ہوا جو زلیخا نے حضرت یوسفؑ کے لئے آراستہ کیا تھا اور وہاں ان کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا! مصر کی ملکہ اور حضرت یوسفؑ کی مالکہ زلیخا نے جب ان کے اپنے نفس کی تسکین کا پختہ ارادہ کیا تو جناب یوسفؑ یا تو زلیخا کو قتل کر دیتے یا پھر بدکاری میں مبتلا ہو جاتے کیونکہ ان کی جوانی اور غیر شادی شدہ ہونے کا تقاضا بھی یہی تھا۔

ذرا سوچئے! ایک جوان جو شباب کی منزل میں ہو اور دوسری طرف ایک ملکہٴ وقت جو شہوت کے نشے میں چور ہو اور اس کے لئے تمام تر سہولیات فراہم ہوں نیز اس پر نفسیاتی خواہشات نے غلبہ کر رکھا ہو وہ بھی ایسے گھر میں جہاں کوئی اور نہ ہو!!!

یقیناً اگر دلیل اور لطفِ پروردگار حضرت یوسفؑ کے شامل حال نہ ہوتا تو وہ بچ نہیں سکتے تھے۔

جناب یوسفؑ نے اپنے پروردگار کی دلیل کو دیکھ لیا اور عفت سے کام لیا۔ یقیناً وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں خدا نے اپنے لئے خالص بنا لیا تھا۔ البتہ وہ دلیل جسے یوسف علیہ السلام نے دیکھا وہ اصل قتل کرنے یا گناہ میں مبتلا ہونے کے انجام کا مشاہدہ کرنا تھا جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

عمل کے دائمی اثرات اور برکت یا نحوست!

عصمت انبیاءؑ کو سمجھنے سے پہلے یہ جاننا لازم ہے کہ کسی جگہ یا زمانہ میں نحوست و برکت کس طرح زمان و مکان پر پھلتی پھولتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی جان لی جائے کہ دنیا و آخرت میں انسانی اعمال کے آثار و نتائج کیا ہیں؟

خدائے کریم سے مدد کی درخواست کے ساتھ اب ہم اس گفتگو کو آگے بڑھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۵ میں فرمایا: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدىٰ وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" "ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کی واضح نشانیاں موجود ہیں لہٰذا جو شخص اس مہینہ میں حاضر رہے اس کا فرض ہے کہ روزہ رکھے۔"

سورۂ مبارکۂ قدر میں ارشاد ہے: "اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِی لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَ مَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ، تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَ الرُّوحُ فِيهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" "بیشک ہم نے اس (قرآن مجید) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو یہ شب قدر کیا چیز ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں ملائکہ اور روح القدس اذن خدا کے ساتھ تمام امور کو لے کر نازل ہوتے ہیں، یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو شب قدر میں اپنے آخری نبیؐ پر نازل کیا اور یہ رات وہ رات ہے جس میں فرشتے اور روح القدس خدا کی اجازت سے ہمیشہ نازل ہوتے رہیں گے اور اس کی برکت بھی ہمیشہ ہر ماہ رمضان میں اُترتی رہے گی! ہم نے اپنی کتاب "عقائد اسلام در قرآن کریم" (قرآن کریم میں اسلامی عقائد) میں نسخ سے متعلق گفتگو میں جناب آدمؑ کے زمانے سے روز جمعہ کے مبارک ہونے کے بارے میں بحث کی ہے اور ان برکتوں کا تذکرہ کیا ہے جو خداوند عالم کی طرف سے جمعہ کے دن جناب آدمؑ پر نازل ہوئی تھی اور ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ میں عصر کے وقت جناب آدمؑ پر غفران الٰہی کا نزول ہوا جس کے ذریعہ یہ دن بابرکت قرار پایا اور یہی چیز سبب بنی کہ خداوند عالم ہمیشہ اس دن عصر کے وقت عرفات میں تمام بندوں کے گناہوں کو معاف کردے۔

یہی وجہ ہے کہ ماہ ذی الحجہ کی نویں اور دسویں تاریخ نیز میدان مشعر، منیٰ اور عرفات کی سرزمین تمام بنی آدم کے لئے مبارک قرار پا گئی اور ان کے اثرات ہمیشہ باقی رہیں گے اور اسی طرح خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ کے نشان قدم کو مبارک قرار دے دیا جو خانۂ خدا کی تعمیر کرتے وقت پتھر پر نقش ہوگئے تھے اور خداوند عالم نے ہمیشہ کے لئے اسے مصلیٰ (نماز پڑھنے کی جگہ اور جائے نماز) قرار دے دیا جیسا کہ اس نے خود حکم فرمایا ہے: "وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى" "مقام ابراہیم کو مصلیٰ قرار دو۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

کسی جگہ نحوست پھیلنے یا اس کے اثرات باقی رہنے کا بھی بالکل یہی حال ہے جیساکہ جب رسول خداﷺ تبوک کی طرف جاتے ہوئے اصحاب حجر کی سرزمین سے گزرے تو آپؐ نے اپنے اصحاب کو اس سے آگاہ فرمایا تھا جس کی مختصر داستان حدیث اور سیرت کی کتابوں میں کچھ اس طرح ہے:

جب رسول خداﷺ ہجرت کے نویں سال غزوۂ تبوک کے لئے جارہے تھے تو شام میں وادی القریٰ کے مقام پر سرزمین حجر کے نزدیک پہنچے جو قوم ثمود کا محل سکونت تھا تو آپؐ نے وہاں قیام فرمایا۔ جیسے ہی آپ کے سپاہیوں نے وہاں کے کنویں سے پانی لینا چاہا تو رسولخداﷺ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ اس جگہ کا پانی نہ پیو اور نہ ہی اس سے نماز کے لئے وضو کرو۔ لوگوں نے اپنی بھری ہوئی مشکوں کو خالی کردیا اور کہا: "اے رسول خدا! ہم نے آٹا گوندھ رکھا ہے۔" آپؐ نے فرمایا: "اپنے اونٹوں کو کھلادو، کہیں ایسا نہ ہو کہ قوم ثمود کی سرنوشت سے دوچار ہو جاؤ۔"

جب آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا اور حجر کے مقام پر پہنچے تو آنحضرتؐ نے اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال لیا اور اپنی سواری کی رفتار تیز کردی، فوجیوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر رسول خداﷺ نے فرمایا: "لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ الَّذِينَ ظَلَمُوا اِلَّا وَ اَنْتُمْ بَاكُونَ" "ظالمین کے گھروں میں داخل نہ ہو ورنہ تمہیں رونا پڑے گا۔"

اسی حالت میں ایک شخص رسولخداؐ کے پاس آیا جس کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی تھی جو اسے عذاب میں مبتلا لوگوں کے گھر سے ملی تھی۔ آپؐ نے اس کی طرف سے اپنا منھ

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

موڑ لیا اور ہاتھ سے اپنا چہرہ چھپا لیا تاکہ اس کو نہ دیکھنے پائیں اور اس سے فرمایا: "اس کو پھینک دو۔" تو اس نے اس کو دور پھینک دیا۔[1]

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ اصحاب حجر کی طرف اگر جاؤ تو روتے ہوئے جاؤ، اندیشہ ہے کہ کہیں جو عذاب ان پر آیا ہے کہیں تم پر نہ آجائے۔[2]

حضرت امام علی علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا جیساکہ نضر بن مزاحم اور دوسرے لوگ واقعۂ صفین کے بارے میں یہ روایت کرتے ہیں (بالفاظ نضر) کہ مخنف بن سلیم امام علیؑ کے ہمراہ بابل[3] کی طرف جارہے تھے کہ امامؑ نے فرمایا کہ بابل میں ایک ایسی جگہ ہے جس پر عذاب نازل ہوا تھا اور وہ دھنس گئی تھی لہٰذا اپنی سواری کو تیز دوڑاو تاکہ نماز عصر کو اس جگہ سے باہر پڑھا جائے۔ راوی کہتے

---

[1] معجم البلدان، مادہ حجر؛ سیرۂ ابن ہشام، ج۴، ص ۱۶۴ و ۱۶۵؛ مغازی واقدی، ص ۱۰۰۶۔۱۰۰۸؛ امتاع الاسماع، ص ۴۵۴۔۴۵۶؛ مسند احمد، ج۲، ص ۵۸ و ۵۹ و ۶۶ و ۷۲ و ۷۴ و ۹۱ و ۹۶ و ۱۱۳ و جلد ۳، ص ۲۹۶؛ صحیح بخاری، ج ۳، ص ۶۱ و ۹۲؛ در ذکر غزوہ تبوک و تفسیر سورۂ حجر، صحیح مسلم، کتاب زہد، حدیث ۳۹ و ۴۰؛ صحیح بخاری، ج۲، ص ۸۹۷، سورۂ حجر کی تفسیر، مترجم علامہ وحید الزماں، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی۔

[2] صحیح مسلم، ج۲، ص ۳۵۸، ناشر کتب خانہ اشاعت الاسلام، چوڑی والان، دہلی ۶، مترجم علامہ فاضل عبد اللہ جلالی۔

[3] بابل: عراق میں کوفہ و بغداد کے درمیان ایک جگہ ہے اور پل، بغداد کے نزدیک نہر کے اوپر ہے۔ معجم البلدان، مادہ صراط و بابل

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

ہیں کہ امامؑ نے اپنی سواری کی رفتار تیز کردی اور لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا اور جب پل سے گزر گئے تو وہاں قیام فرمایا اور وہیں نماز عصر ادا کی۔

دوسرا راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ امیر المومنینؑ کے ہمراہ پل سے گزرے، عصر کا وقت تھا، امامؑ نے فرمایا: "یہ وہ سرزمین ہے جس پر عذاب نازل ہوا ہے، کسی بھی نبی یا وصی نبی کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ وہاں پر نماز ادا کرے۔"

مختصر یہ کہ مذکورہ باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر خداوند عالم نے کسی خاص زمانہ کو اپنے کسی خاص بندے کے لئے مبارک بنادیا تو وہ زمانہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی مبارک ہوگیا اور اگر کسی زمانہ میں کسی بدبخت اور شقی بندے کے لئے نحوست اور غضب کا سبب بنایا تو وہ نحوست آئندہ بھی باقی رہ جاتی ہے۔

خدا کے جانشینوں کی عصمت

دنیا میں لوگ جو اعمال انجام دیتے ہیں وہ جاودانی اثر رکھتے ہیں اور آخرت میں ہمیشہ رہنے والی آگ کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور ان کا ایندھن خود انسان اور پتھر ہوں گے یا وہ اعمال جنت کی بے شمار نعمتوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام آثار ایسے ہیں جنہیں خدا کے مخلص بندے گویا اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں اسی وجہ سے وہ نیک اعمال بجا لانے میں کوشاں رہتے ہیں اور بُرے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

ایسی چشم بصیرت وہ برہان الٰہی ہے جو خداوند عالم نے اپنے خاص بندوں کو عطا کی ہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

یہ وہ بندے ہیں جو اپنے نفس امارہ کی خواہشات کو خدا کی رضا کے لئے قربان کردیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خدا کے مخلص بندوں سے کبھی گناہ یا خطا سرزد نہیں ہوتی اور یہ مخلص بندے اس بینا اور نابینا انسان کی مانند ہیں جو ایک ساتھ ناہموار اور خطرناک راستہ پر سفر کر رہے ہوں، اس دوران صحیح و سالم آنکھوں والا راستے کے خطرات کو دیکھ کر نہ صرف یہ کہ ان سے خود بھی بچتا ہے بلکہ اپنے نابینا ساتھی کو بھی ان خطرات سے آگاہ کرکے اسے ان خطروں سے بچاتا ہے یا ان خاص بندوں کی مثال ان پیاسے انسانوں جیسی ہے جو اپنے سامنے ٹھنڈا اور صاف و شفاف پانی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں جو بظاہر ان کی پیاس کو بجھا سکتا ہے مگر ان کے درمیان ایک ایسا طبیب بھی ہے جس کے پاس خوردبین ہے جس کے ذریعہ وہ اس پانی میں مختلف مہلک جراثیم کا مشاہدہ کر رہا ہو اسی وجہ سے وہ انہیں یہ حکم دے کہ اس پانی کو جراثیم سے پاک اور صاف کرنے کے بعد ہی پیا جائے۔

بس خدا کے مخلص بندے اس طبیب کی مانند اپنی چشم بصیرت کے ذریعہ اعمال کے حقائق سے آگاہ ہوجاتے ہیں اور اعمال کے اچھے اور بُرے اثرات سے واقف رہتے ہیں اور وہ دنیا میں گناہوں کی پلیدگی اور اس کے انجام نیز آخرت میں آگ کی صورت میں ان کے مجسم ہوجانے کو اس طرح دیکھ لیتے ہیں کہ ان کے بارے میں یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے ارادہ اور اختیار سے اس گناہ کے مرتکب ہوجائیں یا کسی واجب کو چھوڑ دیں۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

البتہ عصمتِ انبیاء کے سلسلہ میں جو شکوک و شبہات پیدا کئے گئے ہیں ان میں دراصل قرآن کی متشابہ آیات کو دلیل بنایا گیا ہے جبکہ ان میں سے بعض شبہات تو ان آیات کے غلط معنی اور تاویل کی بنیاد پر پیدا ہوئے ہیں اور بعض شبہات کا تعلق ان آیات کی اس تفسیر سے ہے جو جعلی اور گڑھی ہوئی روایات کے ذریعہ کی گئی ہے۔

ہم طولانی گفتگو سے بچنے کے لئے ان دونوں قسموں کے صرف چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں:

الف) نبی خدا حضرت داؤد اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف جھوٹی روایتیں

اب ہم ان روایات کی چھان بین کرتے ہیں جو "اوریا" کی بیوہ سے جناب داؤد کی شادی اور جناب زید کی مطلقہ جناب زینب سے حضورؐ کی شادی کے بارے میں ذکر ہوئی ہیں۔

قرآن کریم کی روشنی میں جناب داؤدؑ کی شادی

خداوند عالم سورۂ ص میں فرماتا ہے: "اصبِرعَلیٰ مَا یَقُولُونَ وَ اذکُرعَبدَنَا دَاوُدَ ذَاالأیدِ اَنَّہُ اَوَّابٌ۔۔۔ یَا دَاوُدُ اَنَّا جَعلنَاكَ خَلِیفَةً فِی الاَرضِ فَاحکُم بَینَ النَّاسِ بِالحَقِّ"[1] "آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو

---

[1] سورۂ ص، اایت ۱۷تا۲۶

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

صاحب طاقت بھی تھے اور بے حد رکوع کرنے والے بھی تھے۔ ہم نے ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کردیا تھا کہ ان کے ساتھ صبح و شام تسبیح پروردگار کریں اور پرندوں کو ان کے ارد گرد جمع کردیا تھا سب انکے فرمانبردار تھے اور ہم نے ان کے ملک کو مضبوط بنادیا تھا اور انہیں حکمت اور صحیح فیصلہ کی قوت عطا کردی تھی اور کیا آپ کے پاس ان جھگڑا کرنے والوں کی خبر آئی ہے جو محراب کی دیوار پھاند کر آگئے تھے کہ جب وہ داوٴد کے سامنے حاضر ہوئے تو انھوں نے خوف محسوس کیا اور ان لوگوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو فریق ہیں جن میں ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے، آپ حق کے ساتھ فیصلہ کردیں اور ناانصافی نہ کریں اور ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت کریں۔ یہ ہمارا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کردے اور اس بات میں سختی سے کام لیتا ہے۔ داوٴدؑ نے کہا کہ اس نے تمہاری دنبی کا سوال کرکے تم پر ظلم کیا ہے اور بہت سے شرکاء ایسے ہی ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے پر ظلم کرتا ہے علاوہ ان لوگوں کے جو صاحبان ایمان و عمل صالح ہیں اور وہ بہت کم ہیں اور داوٴد نے یہ خیال کیا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے لہٰذا انہوں نے اپنے رب سے استغفار کیا اور سجدہ میں گر پڑے اور ہماری طرف سراپا توجہ بن گئے۔ تو ہم نے اس بات کو معاف کردیا اور ہمارے نزدیک ان کے لئے مقرب اور بہترین بازگشت ہے۔ اے داوٴد! ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

الف) روایت وہب بن منبہ

طبری نے ان آیات کی تاویل میں وہب ابن منبہ کی یہ روایت ذکر کی ہے:

جب بنی اسرائیل جناب داوٗدؑ کی قیادت میں جمع ہوئے تو خداوند عالم نے زبور کو آپ پر نازل فرمایا اور آپ کو آہنگری کا فن سکھایا اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا اور پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھیں۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ خداوند عالم نے آپ کی طرح کسی کو بھی خوش لحن نہیں بنایا ہے۔ جیسا کہ نقل ہوا ہے کہ آپ جب زبور کی تلاوت کرتے تھے تو جنگلی جانور اس قدر آپ کے نزدیک ہو جاتے تھے کہ آپ ان کی گردنیں پکڑ لیتے تھے اور وہ چپ چاپ آپ کی آواز سنتے رہتے تھے۔ شیاطین نے بانسری یا بین کو آپ ہی کی آواز کی نقل کرکے بنایا ہے۔

آپ بے حد محنتی اور عابد تھے، آپ نے بنی اسرائیل کے درمیان قیام کیا اور حکم خدا کے مطابق فیصلہ کرتے تھے، آپ نبی اور خلیفہ تھے اور انبیاء کے درمیان زیادہ گریہ کرنے والے اور راہ حق میں سعی و کوشش کرنے والے تھے مگر آپ اس طرح ایک عورت کے جال میں گرفتار ہوگئے کہ آپ کے لئے ایک محرابِ عبادت تھی جس میں آپ تن تنہا زبور کی تلاوت فرماتے تھے اور نماز پڑھتے تھے، آپ کی محراب کے سامنے نیچے کی طرف بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا باغیچہ تھا جس کے فتنہ میں جناب داوٗدؑ گرفتار ہوئے، وہ اسی شخص کی بیوی تھی! جب آپ ایک دن محرابِ عبادت میں

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

تشریف لے گئے تو فرمایا: "آج رات تک میری محراب عبادت میں کوئی بھی میرے پاس نہ آئے اور کوئی چیز مجھے کل تک اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔" پھر آپ یہ کہہ کر محراب کے اندر چلے گئے اور زبور کی تلاوت میں مصروف ہوگئے، محراب میں ایک کھڑکی تھی جو اس باغیچہ کی طرف کھلتی تھی، جب آپ وہاں بیٹھے ہوئے زبور کی تلاوت میں مصروف تھے تو اچانک ایک سنہرا کبوتر آیا اور کھڑکی پر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے، پھر آپ کو اپنی کہی ہوئی بات یاد آگئی کہ آج کوئی چیز مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کرے لہٰذا آپ نے اپنا سر نیچے کرلیا اور دوسری بار زبور کی تلاوت میں مصروف ہوگئے۔ کبوتر اپنی جگہ سے اُڑا اور جناب داوٴدؑ کے امتحان کے لئے آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کبوتر کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ تھوڑا پیچھے ہٹ گیا، آپ اس کی طرف آگے بڑھے تو وہ کھڑکی پر جا بیٹھا، پھر اسے ہاتھ سے پکڑنا چاہا تو وہ باغیچہ کی طرف اُڑ گیا، آپ نے اپنی نظروں سے اس کا تعاقب کیا کہ دیکھیں وہ کہاں بیٹھتا ہے اسی دوران آپ نے کیا دیکھا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت اور وجیہ عورت بیٹھی ہوئی نہا رہی ہے، لوگوں کا خیال ہے کہ اس عورت نے جب جناب داوٴدؑ کو دیکھا تو شرما کر اپنے بالوں سے اپنے جسم کو ڈھک لیا، اس عورت کی یہی ادا جناب داوٴدؑ کے دل میں اُتر گئی اور آپ اس پر فریفتہ ہوگئے پھر آپ اپنی جگہ پر واپس پلٹ آئے اور زبور کی تلاوت میں مصروف ہوگئے لیکن آپ کا دل اس عورت میں لگا رہا اور اس کی یاد آپ کے دل سے نہ جاتی تھی، آخرکار ایک دن آپ نے اس کے شوہر کو جنگ پر روانہ کردیا، پھر آپ نے اپنے سپہ سالار کو (جیساکہ اہل کتاب

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

کا خیال ہے) بلایا اور حکم دیا کہ اس کو خطرناک مورچوں پر بھیجے تاکہ وہ مار دیا جائے۔ جناب داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں جب اس عورت کا شوہر مار دیا گیا تو آپ نے اس سے بھی شادی کرلی۔

خداوند عالم نے دو لڑتے ہوئے فرشتوں کو جناب داؤدؑ کے پاس اس وقت بھیجا جب وہ محراب میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ وہ ان کے سامنے اس چیز کی منظر کشی کریں جو انہوں نے اپنے پڑوسی کے ساتھ انجام دی تھی۔

محراب میں جناب داؤدؑ نے اپنے سرہانے دو لوگوں کو کھڑا پایا تو کہا کیسے آئے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہمارا کوئی بُرا ارادہ نہیں ہے۔ ہم دونوں مقدمہ لے کر آئے ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم و ستم کیا ہے، ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کردیں لہٰذا آپ ہمارے بارے میں حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں اور راہ حق سے منحرف نہ ہوں اور ہمیں راہ راست کی ہدایت فرمائیں یعنی ہمیں حق کے راستہ پر گامزن کریں اور غلط راستہ پر نہ لگائیں۔

وہ فرشتہ جو اس عورت کے شوہر "اوریا" کی جگہ گفتگو کررہا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے یعنی میرا دینی بھائی ہے، یہ اس کے پاس ننانوے گوسفند ہیں اور میرے پاس صرف ایک گوسفند ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس کو بھی مجھے دے دو، مجھ سے تندی اور جھڑک کر بات کرتا ہے اور کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ طاقتور اور ثروتمند ہے لہٰذا میرے گوسفند کو اپنے گلہ میں لے گیا ہے اور مجھے فقیر بنادیا ہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

جناب داؤد علیہ السلام یہ سن کر بہت غصہ ہوئے، آپ نے اس دوسرے شخص کی طرف غصہ بھری نگاہوں سے دیکھا جو چاپ چاپ کھڑا تھا، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح کہہ رہا ہے تو میں تمہاری دونوں آنکھوں کے درمیان کلہاڑی مار کر تمہاری ناک پھوڑ دوں گا۔

اچانک جناب داؤدؑ اپنی طرف متوجہ ہوئے اور سمجھے کہ یہ تو خود ان کے عمل کی عکاسی ہے جو انہوں نے "اوریا" اور اس کی بیوی کے ساتھ انجام دیا۔ یہ سوچنا تھا کہ آپ فوراً سجدہ میں گرپڑے، توبہ کرنے لگے، رونے اور گڑگڑانے لگے۔

آپ چالیس دن روزہ اور سجدہ کی حالت میں رہے، نہ کچھ کھاتے تھے اور نہ کچھ پیتے تھے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے سبزہ اُگ گیا اور کثرتِ سجدہ نے آپ کی پیشانی کو زخمی کردیا۔

آخرکار خدا نے ان کو معاف کردیا اور ان کی توبہ قبول کرلی، لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: "اے میرے پروردگار! جو ظلم و ستم میں نے اس عورت پر کیا تھا اس کو تونے معاف کردیا ہے مگر اس خون ناحق کا کیا ہوگا؟" (جیساکہ اہل کتاب کا خیال ہے) کہ خداوند عالم نے داؤدؑ سے کہا کہ اے داؤد آگاہ ہوجاؤ کہ تمہارے پروردگار نے اس کے خون میں کوئی ظلم و ستم نہیں کیا ہے لیکن میں جلد ہی اس سے چاہوں گا کہ وہ تمہیں معاف کردے اور اس کام کا اجر و ثواب خدا پر رہے گا اور اس کا خون تمہارے ذمہ نہ رہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

جناب داؤدؑ جب اس غم سے نجات پاگئے تو آپ نے اپنی خطا کو داہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر لکھ لیا اور جب بھی کوئی چیز کھاتے یا پیتے تھے تو اپنی ہتھیلی کو دیکھتے تھے اور گریہ فرماتے تھے اور جب بھی لوگوں کے درمیان گفتگو کرتے تو لوگوں کے مقابل اپنی ہتھیلی کھول کر رکھ لیتے تاکہ اپنی خطا کا نتیجہ دیکھتے رہیں۔

ب) حسن بصری کی روایت

گذشتہ آیت کی تفسیر میں طبری اور سیوطی نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ جناب داؤد علیہ السلام نے اپنے وقت کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا؛ آپ کا ایک دن فقط اپنی بیویوں کے ساتھ معاشرت سے مخصوص تھا، ایک دن عبادت کے لئے تھا اور ایک دن بنی اسرائیل کی قضاوت کے لئے نیز ایک دن فقط ان سے ملاقات اور نصیحت کے لئے مخصوص تھا۔ آپ اس دن لوگوں کو نصیحت بھی کرتے تھے اور ان کی نصیحتوں کو سنتے بھی تھے۔ آپ انہیں رُلاتے بھی تھے اور روتے بھی تھے، جب بنی اسرائیل کے وعظ و نصیحت کا مخصوص دن آیا تو آپ نے فرمایا: "متوجہ ہو جاؤ!" ان لوگوں نے کہا کہ کیا کوئی ایسا دن بھی ہو سکتا ہے جس میں انسان گناہ نہ کرے؟ داؤدؑ نے اپنے دل میں سوچا میں ایسا کر سکتا ہوں، لہٰذا جب عبادت کا دن آیا تو آپ نے تمام دروازے بند کر لئے اور حکم دیا کہ کوئی بھی اندر نہ آئے اور آپ توریت کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ توریت پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ نے رنگ برنگا اور سنہرے رنگ کا ایک کبوتر دیکھا جو آپ کے سامنے موجود

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

تھا، آپ کا دل چاہا کہ اسے پکڑ لیں مگر وہ اُڑ گیا اور ایسی جگہ بیٹھا کہ جناب داوٗدؑ اس کے پکڑنے سے مایوس نہ ہوں؛ خلاصہ یہ کہ آپ اس کبوتر کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی نظر اس عورت پر پڑی جو نہا رہی تھی، آپ اس کا حسن و جمال دیکھ کر دنگ رہ گئے، کہتے ہیں کہ جب اس عورت نے زمین پر آپ کا سایہ دیکھا تو شرما کر اپنے کو بالوں میں چھپا لیا، عورت کے اس عمل سے آپ کو اور زیادہ تعجب ہوا، آپ نے اس سے پہلے اس عورت کے شوہر کو فوج کا کمانڈر بنا کر بھیجا تھا اور اس بار اسے یہ لکھا کہ فلاں جگہ کے لئے روانہ ہو جائے، آپ نے اسے ایسی جگہ بھیج دیا کہ جہاں سے پلٹنا ممکن نہ تھا، کہا جاتا ہے کہ اس نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور مارا گیا، پھر آپ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

ج) انس بن مالک سے یزید رقاشی کی روایت

طبری اور سیوطی نے اپنی سند کے ساتھ گزشتہ آیت کی تفسیر میں یزید رقاشی سے ایک روایت کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

یزید رقاشی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب جناب داوٗدؑ کی نظر اس عورت پر پڑی تو آپ نے بنی اسرائیل کو جنگ پر روانہ کر دیا اور فوج کے کمانڈر کو حکم دیا کہ جب دشمن کے قریب پہنچو تو فلاں شخص (اوریا) کو تابوت کے آگے رکھنا اور وہ تابوت ایسا تھا کہ اس زمانہ میں اس سے مدد لی جاتی تھی اور جو اس کے سامنے چلتا تھا اسے اس وقت تک

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

لڑنا پڑتا تھا جب تک وہ قتل نہ کردیا جائے یا دشمن اس کے سامنے سے نہ بھاگ کھڑا ہو، اس جنگ میں (اوریا) قتل کردیا گیا اور آپ نے اس کی بیوی سے شادی کرلی، پھر دو فرشتوں کا داؤدؑ پر نازل ہونے والا واقعہ پیش آیا اور آپ چالیس رات سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے سبزہ اُگ آیا اور زمین نے ان کے چہرے کو زخمی کردیا، آپ سجدہ میں فرماتے تھے: "اے میرے پروردگار! داؤدؑ نے جو خطا کی ہے وہ ایسی خطا ہے جس کا فاصلہ مغرب و مشرق سے بھی زیادہ ہے، اے میرے خدا! اگر کمزور داؤدؑ پر رحم نہ کیا اور اس کے گناہوں کو نہ بخشا تو اس کا گناہ آنے والی نسلوں کی زبانوں پر رہے گا۔"

چالیس رات کے بعد جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: "اے داؤدؑ! خداوند عالم نے تمہیں معاف کردیا ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو خداوند عالم عادل مطلق ہے اور وہ کبھی منحرف نہیں ہوتا ہے۔"

داؤدؑ نے کہا: "قیامت کے دن فلاں شخص (اوریا) کے خون کا کیا ہوگا؟ جو کہتا ہے اے میرے رب! میرا خون داؤدؑ کے سر ہے؟"

تو جبرئیل نے کہا: "میں نے اپنے رب سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا ہے اور اگر تم چاہو تو میں سوال کروں؟"

تو آپ نے فرمایا: "ہاں ایسا ہی کرو۔" یہ خبر سن کر داؤدؑ خوش ہوگئے اور سجدے میں گر پڑے اور جبرئیل اس وقت تک رُکے جب تک خدا کا ارادہ تھا، پھر آپ جناب

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

داؤدؑ پر نازل ہوئے اور فرمایا: "اے داؤد جس چیز کے بارے میں تم نے مجھے مامور کیا تھا میں نے اس کے بارے میں سوال کیا ہے۔"

توخداوند عالم نے فرمایا کہ جا کر داؤدؑ سے کہہ دو کہ اللہ تم دونوں کو قیامت کے دن ایک جگہ اکٹھا کرے گا اور اس شخص سے کہے گا کہ تمہارا خون جو داؤدؑ کے سر ہے اس کو مجھے بخش دے تو وہ جواب میں کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میرا خون تیرے اختیار میں ہے تو خداوند عالم اس سے کہے گا کہ اس کے بدلہ میں جنت میں سے جو چاہو لے لو۔

کتب تفسیر میں اس طرح کی روایتیں نبی خدا جناب داؤدؑ کی داستان کے بارے میں ذکر ہوئی ہیں، ہم ان روایات کی سند کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں:

روایات کی سند کی تحقیق

(الف) وہب بن مُنبّہ

وہب کا باپ ان ایرانیوں میں سے ہے جن کو کسریٰ نے یمن بھیجا تھا۔ طبقات ابن سعد میں اس کے حالات زندگی اس طرح درج ہیں:

ڈاکٹر جواد علی کا کہنا ہے کہ وہب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دراصل یہودی تھا اور اس کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ یونانی، سریانی اور حمیری زبانیں جانتا ہے اور قدیم مقدس کتابوں کو پڑھ سکتا ہے۔ "کشف الظنون" نے اس کی تالیفات میں سے ایک کتاب کا نام "قصص انبیاء" بھی تحریر کیا ہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

(ب) حسن بصری

ابو سعید حسن بصری، زید بن ثابت انصاری کے غلام کی اولاد ہے جو خلافت دوم کے خاتمہ سے دو سال پہلے پیدا ہوا اور سنہ ۱۱۰ ہجری میں بصرہ میں وفات ہوئی۔ وہ بہت زیادہ فصیح و بلیغ تھا، حکمراں طبقہ اور لوگوں کے درمیان جاہ و جلال (ہیبت) کا مالک تھا اور بصرہ میں مکتب خلفاء کے پیروکاروں کا امام و پیشوا شمار کیا جاتا تھا۔

اس کے عقائد و نظریات:

طبقات ابن سعد میں حسن بصری کے حالات زندگی کے بارے میں جو روایتیں ذکر ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ "قدری مسلک" تھا اور اس کے بارے میں لوگوں سے بحث و مناظرہ کیا کرتا تھا پھر وہ اس نظریہ سے پلٹ گیا اور وہ حجاج جیسے ظالم و جابر کے خلاف خروج و قیام کو جائز نہیں سمجھتا تھا۔

حسن بصری کی روایات کی قدر و قیمت

"میزان الاعتدال" میں اس کے حالات زندگی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

حسن بہت زیادہ فریب کار تھا، وہ جب بھی حدیث نقل کرتے ہوئے یہ کہتا تھا کہ میں فلاں شخص سے یہ روایت نقل کر رہا ہوں تو اس نسبت دینے میں وہ بہت زیادہ جھوٹا اور ضعیف تھا کیونکہ وہ اس طرح کی جعلی سند کے لئے مجبور تھا خصوصاً ان لوگوں سے جن کے بارے میں جناب داؤد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حسن بصری

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

نے ان سے کچھ بھی نہیں سنا ہے جیسے ابوہریرہ وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ اس نے ابوہریرہ سے جو روایتیں نقل کی ہیں ان احادیث کو منقطع قرار دیا گیا ہے، واللہ اعلم۔

یعنی حسن بصری کو ایسی باتوں کی ضرورت پڑتی تھی لہٰذا اس کام کے لئے اسے سند گڑھنے کی ضرورت تھی کہ میں اس بات کو فلاں صاحب سے روایت کر رہا ہوں اور ان باتوں کو حدیث بنا کر پیش کیا ہے خصوصاً اس جگہ پر جہاں اس نے ابوہریرہ وغیرہ سے روایت کی ہے جبکہ اس نے ان میں سے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ طبقات ابن سعد میں علی بن زید سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث حسن بصری سے بیان کی تھی ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ اسے دوسروں سے نقل کر رہا ہے، میں نے اس سے کہا: "اے ابوسعید! تم سے اس حدیث کو کس نے نقل کیا ہے؟"

اس نے جواب میں کہا: "میں نہیں جانتا۔" علی بن زید کہتے ہیں: "میں نے کہا کہ اس حدیث کو میں نے ہی تم سے بیان کیا تھا۔"

حسن بصری کے بارے میں یہ بھی روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ مختلف امور کے بارے میں جو فتوے صادر فرماتے ہیں، یہ احادیث سے ماخوذ ہیں یا یہ تمام فتوے آپ کے ذاتی نظریات ہیں؟ تو انھوں نے یہ جواب دیا: "خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے کہ میں جو فتوے دیتا ہوں وہ حدیث کے مطابق ہوں لیکن ان کے لئے میرا نظریہ خود ان کے نظریہ سے بہتر ہے۔"

حسن بصری کے مکتب کا ایک شاگرد "واصل بن عطا" ہے جو مذہب اعتزال کا بانی ہے اور ایک شاگرد "ابن ابی العوجاء" ہے جو اپنے زمانے میں زندیق مشہور تھا۔ جب

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

ابن ابی العوجاء سے کہا گیا کہ تم نے اپنے استاد کے مذہب کو چھوڑ کر ایسی راہ کا انتخاب کیا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو اس نے کہا کہ میرے استاد کا کوئی ایک نظریہ نہیں تھا بلکہ وہ کبھی قدری مسلک کو اختیار کرتے تو کبھی جبری ہو جاتے اور میرا گمان ہے کہ وہ کسی خاص مذہب پر باقی نہیں تھے۔

کوفہ کے گورنر نے ابن ابی العوجاء کو سنہ ۱۵۵ ہجری میں اس کے کفر والحاد کی وجہ سے قتل کر دیا۔ اس نے پھانسی سے پہلے کہا کہ اگر مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو جان لو میں نے چار ہزار حدیثیں گڑھی ہیں جس میں حلال خدا کو حرام اور حرام خدا کو حلال کیا ہے، میں نے تمہارے روزوں کو افطار اور تمہارے افطار کو روزوں سے بدل دیا ہے۔

(ج) یزید بن ابان رقاشی

حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبد الرحمٰن المزی کی کتاب "تہذیب الکمال" اور ابن حجر عسقلانی کی کتاب "تہذیب التہذیب" میں ان کے حالات زندگی کے بارے میں کچھ مطالب ذکر ہوئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

(الف) اس کا زہد:

اس نے اپنے کو اس قدر بھوکا اور پیاسا رکھا کہ اس کا جسم نحیف و لاغر اور رنگ بالکل متغیر ہو گیا، وہ روتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو رُلاتا تھا اور کہتا تھا آؤ روز تشنگی کے ٹھنڈے پانی پر گریہ کریں اور کہتا تھا سلام وقت ظہر کے آب سرد پر۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

راوی کہتا ہے کہ وہ ایسے کام کرتا تھا جس کا نہ خدا نے حکم دیا اور نہ رسول نے اس پر عمل کیا ہے جبکہ قرآن میں خداوند عالم نے فرمایا ہے: "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الحياةِ الدُّنْيا۔۔۔"[1] "پیغمبر! آپ پوچھئے کہ کس نے اس زینت کو جس کو خدا نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور پاکیزہ رزق کو حرام کر دیا ہے۔"

(ب) اس کے نظریات اور اس کی روایات کی قدر و قیمت:

وہ عقیدہ کے اعتبار سے قدری مسلک تھا اور روایت نقل کرنے کے معاملہ میں ضعیف تھا۔

شعبہ سے یہ روایت ہے: میرے لئے چوری کرنا اس سے روایت نقل کرنے سے بہتر ہے یا یہ کہتے تھے کہ اس شخص سے روایت کرنے سے زیادہ میں زنا کو ترجیح دوں گا۔ اس کی احادیث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی حدیثیں ناپسندیدہ اور ناشناختہ ہیں، اس کی حدیثیں متروک ہیں اور کسی نے ان پر عمل نہیں کیا ہے اور اس کی حدیث کو کوئی لکھتا بھی نہیں۔

ابو حاتم نے کہا ہے کہ ایک واعظ رو رہا تھا اور انس سے بہت زیادہ روایت بیان کر رہا تھا، ایسی روایتیں جن میں احتیاط اور غور و فکر کی ضرورت ہے، اس کی حدیثیں ضعیف ہیں۔

[1] سورۂ اعراف، آیت ۳۲

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

کتاب "تہذیب التہذیب" میں ہے کہ ابن حیان کہتے ہیں کہ وہ شب زندہ داری اور گریہ میں خدا کے بہترین بندوں میں سے تھے لیکن عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے حدیث یاد رکھنے اور ان کو صحیح طور سے یادداشت کرنے میں میں ایسی غفلت برتی کہ "حسن" کی باتوں کو الٹ پلٹ کرکے انہیں انس کے ذریعہ روایتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنادیتے تھے، اسی لئے ان سے روایت نقل کرنا صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ تعجب کا اظہار کرنا مقصود ہو۔ یزید بن ابان رقاشی نے سنہ ۱۲۰ ہجری سے پہلے انتقال کیا۔

گذشتہ روایتوں کی تحقیق اور ان کا تنقیدی جائزہ

اول: وہب بن منبہ کی روایت:

وہب کی روایت یہ تھی کہ جناب داؤدؑ نے ایک خاص دن عبادت کے لئے منتخب کیا اور تنہائی اختیار کی اور توریت پڑھنے میں مصروف ہوگئے، وہاں ایک سنہرے رنگ کا کبوتر نمودار ہوا اور آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، آپ نے چاہا کہ اس کو پکڑ لیں مگر وہ اڑ کر تھوڑی دور جا بیٹھا، آپ نے مسلسل اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ اوپر سے (بلندی سے) اپنے پڑوسی (اوریا) کی بیوی کو دیکھا کہ وہ نہا رہی ہے، آپ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر تعجب میں پڑ گئے، اس عورت نے شرما کر اپنے جسم کو بالوں سے چھپا لیا، اس عمل سے جناب داؤدؑ اس کے فتنہ میں مبتلا ہوگئے لہٰذا آپ نے اس کے شوہر کے

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

قتل کا منصوبہ بنایا جوکہ میدان جنگ میں تھا، پھر آپ نے اس عورت سے شادی کرلی۔

اسی واقعہ کی وجہ سے محراب میں ان پر دو فرشتے ظاہر ہوئے اور اس کے بعد بقیہ پوری داستان جو قرآن میں ذکر ہوئی ہے۔

روایت کے مضمون کی تحقیق

اس روایت میں ایک جگہ یہ آیا ہے کہ "قال وھب" یعنی وہب نے کہا جبکہ دوسری جگہ آیا ہے: "فی ما یزعم اھل الکتاب" یعنی اہل کتاب کے خیال اور نظریہ کے مطابق گویا اس عبارت کے ذریعہ اس نے اس روایت کی ذمہ داری اپنے اوپر لینے سے گریز کیا ہے۔

ہم نے جب توریت کو دیکھا تو اس میں یہ ہے کہ یہ داستان "سفر سموئیل دوم" میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ جناب داؤدؑ نے اپنے گھر کے اوپر سے "یتشبع" یعنی "اوریا" کی بیوی کو دیکھا اور تعجب میں پڑ گئے، وہ اسے اپنے گھر لائے اور اس سے ہمبستری کی، وہ عورت اس زنا کی وجہ سے حاملہ ہو گئ (نعوذ باللہ)۔۔۔ داستان کے آخر تک۔

توریت کے "سفر سموئیل" میں جو کچھ آیا ہے اس سے روایت وہب کا موازنہ کرنے سے یہ بات آشکار ہوجاتی ہے کہ وہب نے اس داستان کے بعض حصے توریت سے اور بقیہ دوسرے حصوں کو یہودیوں کی دوسری کتابوں سے نقل کیا ہے جیساکہ

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اس نے خود خبر دی ہے، ایسی روایات کو علم درایہ میں اسرائیلی روایات یا اسرائیلیات (یہودی یا عیسائی افکار) کہا جاتا ہے۔

دوم: حسن بصری کی روایت

حسن بصری کی روایت کا خلاصہ وہی ہے جو وہب کی روایت کا خلاصہ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حسن بصری نے اس داستان کی ابتداء میں یہ اضافہ کیا ہے: جناب داؤدؑ نے اپنے وقت کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ حسن بصری نے خود بڑھایا ہے یا اسے اسرائیلیات کے دوسرے راویوں سے لیا ہے۔ بہر حال حسن بصری نے اس روایت کے لئے کوئی سند بیان نہیں کی ہے اور اسے کسی سند کے بغیر ہی (مرسل) ذکر کیا ہے جبکہ اگر روایت نقل کرتے وقت وہ اس کا حوالہ بھی بیان کر دیتے کہ مثلاً میں نے اس کو وہب بن منبہ کی روایت یا اسرائیلیات کے دوسرے راویوں سے نقل کیا ہے تو مشکل آسان ہو جاتی اور محققین حضرات اس روایت کے حوالہ سے آگاہ ہو جاتے اور آسانی کے ساتھ یہ سمجھ لیتے کہ یہ روایت اسرائیلی روایات میں سے ہے لیکن اس کی سند کے مخفی رکھنے کی وجہ سے محققین کے لئے یہ مسئلہ پیچیدہ ہو گیا کیونکہ یہ صاحب مکتب خلفاء میں عقائد و کلام کے امام امت سمجھے جاتے ہیں اور ان کی روایات عقائد کو سمجھنے میں بہت زیادہ موثر ہیں۔

اسرائیلی روایات کے اکثر و بیشتر راوی وہی کام کرتے ہیں جو حسن بصری نے کیا ہے یعنی انہوں نے اسرائیلی روایات کو کسی سند و حوالے کے بغیر نقل کیا ہے۔

اسی وجہ سے ان روایات کی حقیقت نا تجربہ کار اور علم درایت و حدیث کے نہ جاننے والوں پر مخفی و پوشیدہ رہ جاتی ہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

تیسرے: یزید بن رقاشی کی روایت

یزید بن ریان کا بیان ہے کہ انہوں نے اس روایت کو صحابی پیغمبر انس سے سنا ہے جنہوں نے رسول اکرمؐ سے اس حدیث شریف کو سنا تھا اور اس طرح یزید بن ریان نے انس اور رسول خداؐ کی طرف جھوٹی نسبت دی ہے جبکہ یہ حضرت اسلامی دنیا کے عابدوں اور بہت زیادہ رونے والوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ ایسی روایات جس کو یزید بن ریان جیسے عابد و زاہد افراد نے اپنے مواعظ اور قصوں میں ذکر کیا ہے ان کا اثر کتنا ہے خدا جانے! مگر یہ سوال اپنی جگہ پر باقی رہ جاتا ہے کہ یزید رقاشی نے وہ بات جو حسن بصری سے سنی تھی اس کی نسبت انس اور رسول خداؐ کی طرف دی، کیا علم درایت کے ناتجربہ کار اور اس سے ناواقف افراد اس بات کو سمجھ سکتے ہیں؟ خصوصاً کیا اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ طبری سے لے کر سیوطی تک، مفسرین نے ان جیسے افسانوں کو حدیث کی صورت میں اپنی تفسیروں میں بیان کیا ہے، اسرائیلی اور خود ساختہ روایت کا نقل کرنا فقط ان افراد میں منحصر نہیں ہے جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے بلکہ ایسی روایتیں دوسرے صحابہ اور تابعین سے بھی نقل کی گئی ہیں جیسے:

عبداللہ بن عمرو بن عاصمی تمیم داری

یہ شروع میں عیسائی راہب تھا پھر اسلام لے کر آیا اور جمعہ کے دن مسجد نبوی میں حضرت عمر بن خطاب کے خطبوں سے پہلے لوگوں کے لئے قصے بیان کرتا تھا، عثمان کے زمانہ میں یہ قصہ گوئی ہفتے میں دو دن ہونے لگی۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

کعب الاحبار

اس نے حضرت عمر کے زمانہ میں اسلام قبول کیا اور اس کا شمار حضرت عمر و عثمان کے ہمعصر مسلم علماء میں ہونے لگا، اسی کے بعد ایک دوسرے گروہ کی نوبت پہنچی اور اس نے اسرائیلی روایت کو اپنے پہلے والے گروہ سے لیا اور انہیں کے مطابق قرآن کی تفسیر جیسے: مقاتل بن سلیمان مروزی (وفات ۱۵۰ ہجری)

مکتب خلفاء میں قرآن کے مشہور مفسرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ امام شافعی نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ تمام لوگ تین حضرات کے نمک خوار ہیں؛ تفسیر میں مقابل بن سلیمان، شعر میں زہیر بن ابی سلمیٰ اور کلام میں ابو حنیفہ کے، اب رہی یہ بات کہ مقاتل نے کتنی اسرائیلیات کو مکتب خلفاء کی روایتوں میں ملا دیا ہے اور کتنی روایتیں گڑھ کر اصحاب رسول خداﷺ کی طرف نسبت دی ہے، اسے خدا بہتر جانتا ہے!

اس تحقیق کا نتیجہ

اس بے بنیاد روایت کو جو اہل کتاب نے نبی خدا حضرت داؤدؑ کے سلسلہ میں گڑھی تھی وہب بن منبہ نے ان ہی کی کتابوں کا حوالہ دے کر لکھا ہے اور پھر حسن بصری نے اسی روایت کو بغیر کسی حوالہ کے بیان کر دیا جبکہ یزید بن ریان رقاشی نے انس اور رسولخداؐ کی طرف اسی روایت کی نسبت دے ڈالی، اسرائیلی روایتوں کی سند میں دھوکہ دھڑی اور صحابہ کی طرف ان کی نسبت دینا فقط اسی روایت اور صحابی (انس) تک محدود نہیں ہے بلکہ ایسی جعلی سندیں ان روایات میں بھی بہت زیادہ ہیں جو

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

رسولخداؐ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب ہیں، اگر ان روایتوں کی تحقیق کی جائے اور ان پر تنقیدی نظر کی جائے تو بہت زیادہ بحث و مباحثہ کی ضرورت پڑے گی، اس سلسلے میں اگر تفسیر در منثور ملاحظہ کی جائے تو بہت کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ مذکورہ باتوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ داؤد علیہ السلام کے سلسلے میں بیان کی گئی جھوٹی روایت کی اصل و اساس توریت کے قصے ہیں، یہی اسرائیلی افسانے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا قرآن مجید کی تفاسیر میں جگہ پاگئے اور پھر دھیرے دھیرے یہ چیز سبب بنی کہ مسلمانوں میں سیرت انبیاء کے بارے میں غلط نظریات پیدا ہو جائیں۔

داستان

یہاں تک تو ہم نے وہ جھوٹی داستان بیان کی ہے جو جناب داؤدؑ اور "اوریا" کی بیوی کی شادی کے بارے میں تیار کی گئی تھی اور ہم نے اس تہمت کی اصل و اساس کے بارے میں بھی روشنی ڈالی۔ اب ہم اسی شادی کی صحیح داستان اور اسی طرح رسولخداؐ کے ساتھ جناب زینب بنت جحش (مطلقۂ زید بن حارثہ) کی شادی کی داستان کے بارے میں روشنی ڈالیں گے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

روایت میں جناب زینب بنت جحش کے ساتھ رسولخداؐ کی شادی

"خازن" آیہ "و تُخفِي مَا فِي نَفسِكَ۔۔۔" کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اس بارے میں سب سے صحیح بات سفیان بن عینیہ کی روایت علی بن زید بن جدعان سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام نے ہم سے پوچھا کہ اس آیت "اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔"[1] کے بارے میں حسن بصری کا کیا نظریہ ہے؟

میں نے جواب دیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جب زید رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو انہوں نے کہا کہ اے رسول خدا! میں چاہتا ہوں کہ زینب کو طلاق دے دوں، یہ سن کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت متعجب ہوئے اور فرمایا: "اپنی زوجہ کو طلاق نہ دو اور خدا سے ڈرو۔"

علی بن حسینؑ نے یہ سن کر کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ خود خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو آگاہ کر دیا تھا کہ زینب بہت جلد ہی تمہاری زوجیت میں آجائیں گی اور زید ان کو طلاق دے دیں گے لہٰذا جب زید آئے اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ زینب کو طلاق دے دوں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو، خداوند عالم نے آپ سے نسبتاً تند لہجہ میں خطاب کیا اور فرمایا: "کیوں کہا کہ اپنی بیوی کو مت

---

[1] سورۂ احزاب، آیت ۳۷

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

چھوڑو جبکہ میں نے پہلے ہی خبر دار کر دیا تھا کہ زینب بہت جلد تمہاری زوجیت میں آجائیں گی (تمہاری بیویوں میں ہو جائیں گی۔)"

خازن کہتے ہیں: یہ بیان بہترین بیان اور انبیاء کے حال کے مناسب ہے اور آیت کے ظاہری معنی کے مطابق ہے۔

جناب زینب بند جحش سے رسولخداؐ کی شادی کے بارے میں نازل ہونے والی آیات

خداوند سبحان سورۂ احزاب میں فرماتا ہے:

"وَ مَا كَانَ لِمُؤمِنٍ وَ لا مُؤمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللهُ وَ رَسُولُهُ امراً اَنْ یکونَ لَهُمُ الخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً۔۔۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَ كَانَ اللهُ بِكُلِّ شَیءٍ عَلِيماً"[1]

"اور کسی مومن مرد اور عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا و رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے بھی نعمت نازل کی اور تم نے بھی احسان کیا، یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو روک کر رکھو اور اللہ سے

[1] سورۂ احزاب، آیت ۳۶ تا ۴۰

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

ڈرو اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اس کے بعد جب زید نے اپنی حاجت پوری کرلی تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کردیا تاکہ مومنین کے لئے منھ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کرچکیں اور اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہو کر رہتا ہے، نبی کے لئے خدا کے فرائض میں کوئی حرج نہیں ہے یہ گذشتہ انبیاء کے دور سے سنت الٰہیہ چلی آرہی ہے اور اللہ کا حکم صحیح اندازہ کے مطابق مقرر کیا ہوا ہوتا ہے۔ وہ لوگ اللہ کے پیغام کو پہچانتے ہیں اور دل میں اس کا خوف رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور اللہ حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ ہر شئے کا خوب جاننے والا ہے۔"

مکتب خلفاء میں ان آیات کے معانی اور تاویل

طبری نے اس آیت کے معنی اور تاویل کے بارے میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش کی شادی زید بن حارثہ سے کردی۔ ایک دن رسولخداؐ زید کے گھر ان سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے کہ اتنے میں ہوا کے جھونکے نے کمرہ کے پردے کو ہٹا دیا اور زینب

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

جو کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں ان کی بے پردگی ہو گئی، رسولخداؐ یہ منظر دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے، اس سے زینب بہت آزردہ خاطر ہوئیں۔۔۔ تاآخر۔

اس کے بعد زید، پیغمبرؐ کی خدمت میں آئے اور کہا: "اے رسولخداصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیوی سے جدا ہو جاؤں۔" آپ نے فرمایا: " پھر تمہارا کیا ہوگا؟ کیا تمہیں زینب کے بارے میں کچھ شک وشبہہ پیدا ہو گیا ہے؟"

انہوں نے کہا: "خدا کی قسم ایسا ہر گز نہیں ہے، میرے دل میں ان کے متعلق کوئی شک وشبہہ نہیں ہے اور ہم نے ان سے اچھائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا ہے۔۔۔ تا آخر۔"

اس بارے میں حسن بصری سے بھی اسی مضمون کے ساتھ ایک دوسری روایت بھی نقل ہوئی ہے جسے بہت جلد ہم اہل بیت علیہم السلام کی ان روایات کے ضمن میں بیان کریں گے جو ان آیات کی تاویل اور ان کے معانی کے بارے میں نقل ہوئی ہیں۔

مذکورہ دونوں روایتوں کی تحقیق اور ان پر تنقید و تبصرہ

(الف) سند کی تحقیق:

یہ دونوں روایتیں وہب بن منبہ اور حسن بصری کی ہیں جن کے حالات ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ دونوں رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں تو پھر یہ کس طرح اس داستان سے واقف ہوئے جو رسولخداؐ کے

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

زمانے میں رونما ہوئی ہے اور ان لوگوں نے کس طرح اس روایت کو بغیر کسی سند کے مرسل طور پر نقل کردیا ہے؟

(ب) روایت کے مضمون کی تحقیق:

اس روایت کی کل بنیاد یہ ہے کہ زینب کے جمال نے وہ بھی ناگہانی دیدار میں، رسول خداؐ کو حیرت زدہ کردیا اور آپ کی یہ خواہش ہوئی کہ زید انہیں طلاق دے دیں۔ البتہ آپ نے اسے دل میں چھپائے رکھا۔ اس روایت کے جھوٹے ہونے کے لئے بس یہی کافی ہے کہ ہم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ زینب رسولخداؐ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور حجاب کا حکم اس وقت نازل ہوا جب آپ نے جناب زینبؑ سے شادی کرلی تھی اور پیغمبرؐ نے زینب کو زید کے حبالۂ عقد میں دینے سے پہلے متعدد بار اُن کو دیکھا تھا اب اگر کوئی اس طرح کی بات کہے کہ آپؐ جناب زینبؑ کے جمال سے حیرت زدہ ہوئے تو یہ ایک تہمت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، سیرت کی کتابوں میں اس کی صحیح اور سچی داستان کچھ اس طرح بیان ہوئی ہے:

زید بن حارثہ زمانۂ جاہلیت میں اسیر ہوگئے اور عرب کے مختلف بازاروں میں بیچے گئے یہاں تک کہ جناب خدیجہؑ کے لئے آپ کو خریدا گیا۔ جناب خدیجہؑ نے زید کو بعثت پیغمبرؐ سے پہلے کہ جب زید کی عمر آٹھ سال کی تھی رسولخداؐ کو تحفہ میں دے دیا، زید پیغمبرؐ کے یہاں پلے بڑھے یہاں تک کہ ان کے رشتہ دار اس بات سے باخبر ہوئے تو زید کے والد اور چچا مکہ آئے تاکہ فدیہ دے کر انہیں آزاد کرالیں لہٰذا وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور کہا:

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

"اے عبد المطلبؑ کے فرزند، اے ہاشم کے پسر، اے اپنی قوم کے آقازادہ، ہم آپ کے اس اپنے بیٹے کی آزادی کے لئے آئے ہیں! ہم پر احسان کیجئے اور ان کا فدیہ لینے میں ہمارے اوپر احسان فرمائیں۔"

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "آپ کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟"

انہوں نے کہا: "زید کے بارے میں۔"

رسولخداؐ نے فرمایا: "کیوں نہ ہم ایک دوسری راہ منتخب کریں؟"

انہوں نے کہا: "کونسی راہ؟"

آپؐ نے فرمایا: "زید کو بلاتے ہیں اور اسے اختیار دیتے ہیں چاہے تم لوگوں کے ساتھ چلا جائے یا میرے پاس رُک جائے۔ اگر اس نے تم لوگوں کو چن لیا تو وہ تمہارے ساتھ چلا جائے اور اگر اس نے میرا انتخاب کرلیا تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں کہ کوئی مجھے چن لے اور میں اسے دوسروں پر ترجیح دے دوں۔"

ان لوگوں نے کہا: "یقیناً ہم لوگوں پر آپ کا احسان اور لطف و کرم و انصاف کے حدود سے بالاتر ہے۔"

رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کو بلایا اور فرمایا: "تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟"

انہوں نے کہا: "ہاں یہ میرے باپ اور وہ میرے چچا ہیں۔"

آپؐ نے فرمایا: "اور مجھے بھی پہچانتے ہو؟ اور تم نے اپنے ساتھ میرے رویئے کو بھی دیکھا ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ چاہے میرے ساتھ رہو یا پھر ان لوگوں کے ساتھ چلے جاؤ۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

زید نے کہا: "میں ان لوگوں کو نہیں چاہتا ہوں، میں وہ نہیں ہوں جو کسی کو آپ کے اوپر ترجیح دوں۔ آپ میرے لئے والد اور چچا کے برابر ہیں۔"

ان لوگوں نے کہا: "تف ہو تم پر اے زید! تم نے غلامی کو آزادی پر اور اپنے باپ اور رشتہ داروں پر ترجیح دی ہے۔"

زید نے کہا: "ہاں ایسا ہی ہے، میں نے ان میں وہ خوبی دیکھی ہے جس کی وجہ سے میں ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا!"

رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ منظر دیکھا تو زید کو (مسجد الحرام میں) حجر اسماعیل کے پاس لے گئے اور فرمایا: "اے لوگو! گواہ رہنا زید میرا بیٹا ہے، یہ مجھ سے میراث پائے گا اور میں اس سے میراث پاؤں گا۔"

زید کے چچا اور والد نے جب یہ منظر دیکھا تو انہیں سکون مل گیا اور وہ واپس چلے گئے۔ زید بن حارثہ اس واقعہ کے بعد رسولخداؐ کے منھ بولے بیٹے ہو گئے اور انہیں زید بن محمدؐ کہا جانے لگا۔ رسول خداؐ نے زید کی شادی اپنی کنیز "برّہ حبشی" سے کر دی جس نے اس سے پہلے عبید حبشی سے شادی کر رکھی تھی، اس خاتون سے سب سے پہلے "ایمن" پیدا ہوئیں اور وہ "ام ایمن" کے نام سے مشہور ہو گئیں اور پھر مکہ میں اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔

یہ تھی وہ داستان جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ اب زینب سے زید کی شادی کی داستان کچھ اس طرح ہے:

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی زینب کے ساتھ زید کی شادی

رسولخداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد مدینہ میں بعض صحابہ نے "امیمہ" کی بیٹی اور جناب عبد المطلب کی نواسی زینب سے شادی کی خواہش ظاہر کی۔ زینب نے اپنے بھائی کو رسولخداؐ کے پاس مشورہ کے لئے بھیجا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: "زینب کا نظریہ اس شخص کے بارے میں کیا ہے جو انہیں کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کی تعلیم دے سکے؟"

زینب نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ زید، یہ سنتے ہی زینب کو غصہ آگیا اور کہا: "آپ اپنی پھوپھی کی بیٹی کو اپنے غلام کے حوالہ کررہے ہیں؟ میں اس سے شادی نہیں کرسکتی! میں حسب و نسب میں اس سے برتر ہوں۔ میں اپنی قوم میں غیر شادی شدہ اور بے شوہر کے رہ جاؤں گی۔"

خداوند متعال نے (اس کے جواب میں) یہ آیت نازل کی: "وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَمْرًا اَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا"[1]

"اور کسی مومن مرد اور عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا اور رسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔"

[1] سورۂ احزاب، آیت ۳۶

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

زینب یہ سن کر راضی ہو گئیں اور رسول خداﷺ نے ان کی شادی (حبشی سیاہ پوست خاتون ام ایمن یعنی اسامہ بن زید کی والدہ کے بعد) زید سے کر دی، اس کے باوجود زینب، زید پر اظہار برتری سے نہ چوکتی تھیں اور اپنی زبان کی تندی اور سخت کلامی سے باز نہ آتیں۔ زید نے رسول خداؐ سے اس کی شکایت کی اور وہ اس کوشش میں تھے کہ انہیں طلاق دے دیں، مشیت اور حکمت الٰہی بھی یہ تھی کہ زید کے بعد زینب کی شادی رسولخداؐ سے ہو جائے تا کہ مسلمانوں کے درمیان "منھ بولے بیٹے" کی (اولاد والی) پرانی حیثیت ختم کر دی جائے اور اس امر سے خدا نے پیغمبر اکرمؐ کو وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا تھا مگر رسول خداؐ اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ دیکھو اپنے لڑکے کی مطلقہ بیوی سے شادی کر لی ہے اس وجہ سے وحی الٰہی کو اپنے دل میں چھپائے رہے اور زید سے جو اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر مصر تھے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اپنی بیوی کو مت چھوڑو اور اسے اپنے پاس رکھو لیکن زید اپنی بیوی زینب سے بہت تنگ آگئے تو انھوں نے انہیں طلاق دے دی اور جب ان کا عدۂ طلاق ختم ہو گیا تو رسول خداؐ پر یکبارگی قرآن مجید کی آیات نازل ہو گئیں اور جو کچھ رونما ہو چکا تھا اس کے بارے میں خبر دی اور شریعت اسلام میں "منھ بولے بیٹے" کا حکم یوں واضح کر دیا:

"فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَراً وَ زَوَّجْنَاكَهَا لِكَي لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤمنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْواجِ أَدْعِيائِهِم۔۔۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُم وَ لٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔۔۔"[1]

---

[1] سورۂ احزاب، آیت ۳۷۔۴۰

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

"جب زید نے اپنی حاجت پوری کرلی تو ہم نے اس عورت کا عقد آپ سے کردیا تاکہ مومنین کے لئے منھ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے۔۔۔ محمد تمہارے مردوں مین سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیاء کے خاتم ہیں۔"

"وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَائَكُم اَبْنَائَكُم ذَالِكُمْ قَولُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللهُ يَقُولُ الحَقُّ وَ هُوَ يَهْدِى السَّبِيلَ۔۔۔۔ الدّينِ وَ مُوَالِيكُم" [1]

"اور (اللہ نے) تمہاری منھ بولی اولاد کو اولاد قرار دیا ہے یہ سب تمہاری زبانی باتیں ہیں اور اللہ تو صرف حق کی بات کہتا ہے اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔۔۔ ان بچوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو کہ یہی خدا کی نظر میں انصاف سے قریب تر ہے اور اگر ان کے باپ کو نہیں جانتے ہو تو یہ دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں۔"

یہاں تک ہم نے ایسی دو آیتوں کو بطور نمونہ پیش کیا جن کے معنی اور تاویل میں دانشوروں نے اس لئے اشتباہ کیا ہے کہ انھوں نے اس سلسلہ میں بیان شدہ جھوٹی اور انبیائے الٰہی پر تہمت لگانے والی روایتوں کو صحیح سمجھ لیا ہے۔

ہم اس کتاب کے دوسرے حصہ میں اُن آیات کو بھی بطور نمونہ پیش کریں گے جن کے معانی اور تاویل میں بعض لوگوں کے غلطی کی ہے۔

---

[1] سورۂ احزاب، آیت ۵۔ ۴

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

(ب) مزید وہ آیات جن کے معانی اور تاویل میں لوگوں نے غلطی کی ہے

ا۔ سورۂ طہٰ، آیت/۱۲۱ میں حضرت آدمؑ کی طرف عصیان کی نسبت جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے: "وَعَصَیٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَیٰ" "اور آدم نے اپنے پروردگار کی نصیحت پر عمل نہ کیا تو راحت کے راستے سے بے راہ ہوگئے۔"

۲۔ سورۂ انبیاء میں بتوں کے توڑنے سے متعلق جناب ابراہیمؑ کی گفتگو کہ آپ نے کہا: "بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ" کہ ان کے بڑے نے ان کو توڑا ہے۔ جبکہ خود انہوں نے توڑا تھا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

"فَجَعَلَهُمْ جُذَاذاً اِلَّا كَبِيراً لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيهِ يَرْجِعُونَ۔ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِآلِهَتِنَا اَنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ۔۔۔ ثُمَّ نُكِسُوا عَلٰى رُؤُسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَآءِ يَنْطِقُونَ"[1]

"پھر ابراہیمؑ نے ان کے بڑے کے علاوہ سب کو چور چور کر دیا کہ شاید یہ لوگ پلٹ کر اس کے پاس آئیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کس نے کیا ہے وہ یقیناً ظالمین میں سے ہے۔۔۔ لوگوں نے بتایا کہ ایک جوان ہے جو ان کا ذکر کیا کرتا ہے اور اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لے آؤ شاید لوگ گواہی دے سکیں، پھر ان لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ کیا

[1] سورۂ انبیاء، آیت ۵۸۔۶۵

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے، تم ان سے دریافت کرکے دیکھو اگر یہ بول سکیں۔ ان لوگوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یقیناً تم ہی لوگ ظالم ہو، اس کے بعد ان کے سر شرم سے جھکا دیئے گئے اور کہنے لگے کہ ابراہیم تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ بولنے والے نہیں ہیں۔"

۳۔ خداوند عالم سورۂ یوسف میں فرماتا ہے کہ یوسف کے سپاہیوں نے ان کے بھائیوں سے کہا: "اِنَّکُمۡ لَسَارِقُوۡنَ" تم لوگ چور ہو۔ جبکہ انہوں نے شاہ کے پیمانہ کو نہیں چرایا تھا۔

قرآن کریم میں اس کی پوری داستان یوں ذکر ہوئی ہے:

"اس کے بعد جب یوسف نے ان کا سامان تیار کرا دیا تو پیالہ کو اپنے بھائی کے سامان میں رکھوا دیا اس کے بعد منادی نے آواز دی کہ قافلے والو! تم سب چور ہو۔ ان لوگوں نے مڑ کر دیکھا اور کہا کہ آخر تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے؟ ملازمین نے کہا کہ بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا ہے اور جو اُسے لے کر آئے گا اسے ایک اونٹ کا بار غلہ انعام ملے گا اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ ان لوگوں نے کہا کہ خدا کی قسم تمہیں تو معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم چور ہیں۔ ملازموں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو اس کی سزا کیا ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ اس کی سزا خود وہ شخص ہے جس کے سامان میں سے پیالہ برآمد ہو۔ ہم اس طرح ظلم کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں۔ اس کے بعد بھائی کے سامان سے پہلے دوسرے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی اور آخر میں بھائی کے سامان میں سے پیالہ

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

نکال لیا اور اس طرح ہم نے یوسف کے حق میں تدبیر کی کہ وہ بادشاہ کے قانون سے اپنے بھائی کو نہیں لے سکتے تھے مگر یہ کہ خدا خود چاہے ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجات کو بلند کر دیتے ہیں اور ہر صاحب علم سے برتر ایک صاحب علم ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو کیا تعجب ہے اس کا بھائی اس سے پہلے چوری کر چکا ہے۔ یوسف نے اس بات کو اپنے دل میں چھپا لیا اور ان پر اظہار نہیں کیا۔ کہا کہ تم بڑے بُرے لوگ ہو اور اللہ تمہارے بیانات کے بارے میں زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے عزیز مصر! اس کے والد بہت ضعیف العمر ہیں لہٰذا ہم میں سے کسی ایک کو اس کی جگہ پر لے لیجئے اور اسے چھوڑ دیجئے کہ ہم آپ کو احسان کرنے والا سمجھتے ہیں۔ "[1]

۴۔ خداوند سبحان سورۂ انبیاء میں فرماتا ہے:

پیغمبر یونس کا یہ خیال تھا کہ خداوند عالم انہیں سختی میں قرار نہیں دے گا جیسا کہ سورۂ انبیاء، آیت ۸۷ و ۸۸ میں فرمایا ہے:

"وَ ذَاالنُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ نَقدِرَ عَلَيهِ فَنَادىٰ فِي الظُّلُمَاتِ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَ كَذَالِكَ نُنْجِي الْمُؤمِنِينَ" "اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے

[1] سورۂ یوسف، آیات ۷۰ تا ۷۸

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

والوں میں سے تھا۔ تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انہیں غم سے نجات دلادی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں۔"

۵۔ خداوند عالم سورۂ فتح میں حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ ہم نے فتح کے بعد تمہارے گزشتہ اور آئندہ دونوں گناہوں کو بخش دیا:

"اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحاً مُّبِيناً۔ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً۔ وَيَنْصُرَكَ اللهُ نَصْراً عَزِيزاً"[1]

"بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا کی ہے تاکہ خدا آپ کے اگلے اور پچھلے تمام الزامات کو ختم کردے اور آپ پر اپنی نعمت کو تمام کردے اور آپ کو سیدھے راستہ کی ہدایت دیدے اور زبردست طریقہ سے آپ کی مدد کرے۔"

اس جیسی آیات وہ ہیں جن کے صحیح معنی اور تاویل کو بعض لوگ نہ سمجھ سکے اسی لئے ہم بعض اصطلاحوں اور کلمات کی تفسیر کے بعد جلد ہی اس کی تحقیق پیش کریں گے۔

[1] سورۂ فتح، آیات ۱ تا ۳

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

بعض الفاظ اور اصطلاحات کی تفسیر

اول: موجودہ گفتگو کی اصطلاحوں کی وضاحت

(الف) خداوند عالم کے اوامر و نواہی

خداوند عالم کے بعض اوامر و نواہی کی مخالفت کا اثر فقط دنیا میں ہوتا ہے اور عالم آخرت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا جیساکہ خدا کا یہ فرمان ہے: "كُلُوا وَاشْرَبُوا وَ لَا تُسْرِفُوا"[1] "کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔"

اسراف یعنی حد سے بڑھ جانا، ہر اس کام میں جس کو انسان انجام دیتا ہے جیسے زیادہ کھانا، زیادہ پینا (حلال چیزوں کا) اس جیسے دوسرے اوامر الٰہی کی مخالفت کا اثر اسی دنیا میں انسان کی زندگی میں ظاہر ہو جاتا ہے اور نوبت آخرت تک نہیں پہنچتی۔

اس طرح کے اوامر و نواہی کو "ارشادی امر و نہی" کہتے ہیں اور امر و نہی کی دوسری قسم وہ ہے کہ جس چیز کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ واجب و لازم ہے اور اس کو ترک کرنا حرام ہے اور اسی طرح جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس کو انجام دینا حرام ہے، اس طرح کے اوامر و نواہی کی مخالفت کا اثر آخرت سے تعلق رکھتا ہے اور انسان کے لئے عذاب الٰہی کا سبب بنتا ہے، اس طرح کے امر و نہی کو "امر و نہی مولوی" کہتے ہیں۔

(ب) ترک اولیٰ

[1] سورۂ اعراف، آیت ۳۱

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

انسان کے بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی ضد کو انجام دیا جائے تو بہتر ہے؛اسی بہتر کو ترک کرنے کا نام "ترکِ اولیٰ " ہے۔انبیاء کے ترکِ اولیٰ کے ایسے دو نمونے ہم عنقریب ذکر کریں گے جن کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔

(ج) معصیت

معصیت یعنی نافرمانی کرنا، اطاعت کے دائرہ سے خارج ہوجانا، حکم پر عمل نہ کرنا۔ جملہ اور کلام میں بعض اوقات لفظ امر معصیت کے کسی ایک مشتق کے ساتھ آتا ہے جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کا یہ جملہ جو انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی ہمراہی اختیار کرنے سے پہلے کہا تھا: "سَتَجِدُنِی اِنْشَاءَ اللّٰہُ صَابِراً وَ لَا اَعْصِی لَكَ اَمْراً "[1]

" عنقریب (اگر خدا چاہے تو) تم مجھے صابر پاؤگے اور میں تمہارے کسی بھی امر و فرمان کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ "

دوسرے جہنم پر مامور فرشتوں کے تعارف میں ارشاد ہے: "عَلَیْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُونَ مَا یُؤمَرُونَ "[2]

" جہنم پر مامور فرشتے بڑے سخت ہیں، خدا جو اُن کو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جس کام کا حکم دیا جاتا ہے وہی انجام دیتے ہیں۔ "

---

[1] سورۂ کہف، آیت ۶۹

[2] سورۂ تحریم، آیت ۷

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

بعض مواقع پر جملہ کے معنی واضح ہونے کی وجہ سے لفظ امر کلام میں نہیں آتا مثلاً "فَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ" یعنی آدمؑ نے اپنے پروردگار کے "امر" کی نافرمانی کی۔[1]

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس کے حکم کی نافرمانی کی گئی ہے اس کا نام ذکر نہیں ہوتا جیسا کہ سورۂ نازعات میں فرعون کی داستان میں آیا ہے: "فَكَذَّبَ وَ عَصَىٰ" "پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔"[2]

(د) ذنب

دراصل "ذنب" کی حقیقت اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے یعنی آئندہ (کسی فعل کے نتیجہ میں) انسان کا جو انجام ہونے والا ہے یہ نتیجہ کبھی دنیاوی اعمال سے مخصوص ہے یعنی وہ اعمال جو انسان کو ایسے لوگوں کی گرفت میں پہنچا دیتے ہیں جو اس کو نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں جیسا کہ سورۂ شعراء میں اپنے پروردگار سے جناب موسیٰ کی یہ مناجات ہے:

"وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔۔۔ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ"[3]

---

[1] سورۂ طٰہ، آیت ۱۲۱

[2] سورۂ نازعات، آیت ۲

[3] سورۂ شعراء، آیت ۱۰ و ۱۴

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

جس وقت پروردگار نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: "اس ستمگر قوم کی طرف جاؤ۔ فرعون کی قوم، کیا وہ ڈرتے نہیں ہیں۔ کہا پروردگار میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے جھٹلا نہ دیں۔ میرا سینہ تنگ اور زبان گویا نہیں ہے اس ذمہ داری (رسالت) کو ہارون کو سونپ دے۔ مجھ پر ان کا ایک "ذنب" (گناہ) ہے جس کی وجہ سے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیں۔"

حضرت موسیٰ کا فعل اور "ذنب" یہ تھا کہ انہوں نے ایک قبطی مرد کو مار ڈالا تھا جس کا تذکرہ سورۂ قصص میں اس طرح ہے:

"اور موسیٰ ایک دن بغیر اطلاع کے شہر میں داخل ہوئے اور دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے دیکھا، ان میں سے ایک آپ کا حامی اور دوسرا آپ کا دشمن تھا، وہ جو آپ کا حامی تھا اس نے موسیٰ سے اپنے دشمن کے خلاف مدد طلب کی، موسیٰ نے اس کے ایک مکا مارا اور اس کو ہلاک کر دیا۔ (موسیٰ نے) کہا یہ شیطانی عمل میں سے ہے کہ وہ بے شک دشمن اور کھلا ہوا گمراہ کرنے والا ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا لہٰذا تو مجھے معاف کر دے تو پروردگار نے معاف کر دیا کہ وہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔ موسیٰ نے کہا کہ پروردگار تو نے میری مدد کی لہٰذا میں کبھی مجرموں کا ساتھی نہیں بنوں گا۔ پس صبح کے وقت موسیٰ شہر میں داخل ہوئے تو خوفزدہ اور حالات کی نگرانی کرتے ہوئے کہ اچانک دیکھا کہ جس نے کل مدد کے لئے پکارا تھا وہ پھر فریاد کر رہا ہے، موسیٰ نے کہا یقیناً تو کھلا ہوا گمراہ ہے۔ پھر جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر حملہ آور ہوں جو دونوں کا دشمن ہے تو اس نے کہا کہ موسیٰ تم اس

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

طرح مجھے قتل کرنا چاہتے ہو جس طرح تم نے ایک بے گناہ کو قتل کیا تم صرف ادنی زمین پر سرکش حاکم بن کر رہنا چاہتے ہو کہ تمہارا اشمار اصلاح کرنے والوں میں ہو اور ادھر شہر سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ موسیٰ شہر کے بڑے لوگ باہمی مشورہ کررہے ہیں کہ تمہیں قتل کردیں لہٰذا تم شہر سے باہر نکل جاؤ میں تمہارے لئے نصیحت کرنے والوں میں ہوں۔ تو موسیٰ شہر کے باہر خوف زدہ اور دائیں بائیں دیکھتے ہوئے نکلے اور کہا کہ پروردگار مجھے ظالم قوم سے محفوظ رکھنا۔"[1]

توحضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل (یعنی اس قبطی کو مارنے) کا دنیاوی نتیجہ یہ ہوا کہ فراعنہ ان کے قتل کا مشورہ کرنے لگے۔

لیکن خدا کے مولوی اوامر و نواہی کا نتیجہ غالباً آخرت میں انسان کے دامن گیر ہوتا ہے۔البتہ بعض اوقات دنیا وآخرت دونوں میں انسان کو ان اوامر و نواہی کا نتیجہ دیکھنے کو ملتا ہے اس لئے کہ یہ خدا کی بارگاہ میں ایک گستاخانہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

دوم: بعض الفاظ کی وضاحت

الف: "ذَاالْاَیْد" یعنی قدرت مند، طاقتور۔

ب: "اَوّاب، تَوَّاب" یعنی خطا وگناہ سے واپس پلٹنے والا۔

ج: "لَا تُشْطِطْ" ستم نہ کرو، منحرف نہ ہو۔

---

[1] سورۂ قصص، آیات ۱۵تا۲۱

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

د: "أَکْفِلْنِيهَا" اس کو میرے سپرد کردے، اس کو میری کفالت میں دیدے۔

ھ: "عَزَّنِي فِي الخِطَاب" مجھ سے گفتگو میں سختی کرتا ہے۔

و: "اَلْخُلَطَاءُ" دوست (جمع) شرکا، آپس میں نشست وبرخاست رکھنے والے۔

ز: "ظَنَّ" گمان کیا، یقین کیا، ظن وہ کیفیت ہے جو دلائل کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور کبھی یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے جیسے: "وَ ظَنَّ دَاوٗدَ اَنَّمَا فَتَنّٰاهُ" "داوٗد کو یقین ہوگیا کہ ہم نے اس کا امتحان لیا ہے۔"

ح: "فَتَنّٰاهُ" ہم نے اس کا امتحان لیا، فتنہ یعنی امتحان۔

ط: "خَرَّ" منھ کے بل گرا، اوپر سے گرپڑا، اچانک رکوع یا سجدہ میں گرپڑا۔

ی: "اَنَابَ" اس نے رجوع کیا، پلٹا، گناہ سے توبہ کی۔

ک: "غَفَرْنَا" ہم نے چھپایا۔ "غَفَرَ اللهُ ذُنُوبَهُ" یعنی خدا نے اس کے گناہوں کو چھپادیا یعنی اس کے دنیوی واخروی اثرات کو محو کردیا۔

ل: "زُلْفیٰ" قرب ومنزلت، قرابت۔

م: "مآب" پلٹنے کی جگہ، رجوع کرنے کی جگہ۔

ن: "خَلِيفَة" جانشین یعنی زمین پر خدا کا خلیفہ دراصل اس پر اس کا جانشین ہے اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے کہ قرآن کریم میں خلیفۃ اللہ سے مراد بنی نوع انسان ہے، یہ صحیح نہیں ہے بلکہ خلیفۃ اللہ زمین پر وہی امام منصوب ہے کہ جس کو خداوند عالم نے لوگوں کی ہدایت اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے منتخب کیا۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

یہ معنی خدا کے اس قول سے واضح ہیں جو خدا نے جناب داؤدؑ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے: "یَا دَاوُدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ"

"اے داؤد! ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ اور جانشین قرار دیا لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کرو۔"

س: "الْخِيَرَةُ" ترجیح دینا، انتخاب کا حق، بہتر کا انتخاب کرنا۔

ع: "وَطَرًا" ضرورت، "قَضٰى وَطَرَهٗ" اس کی ضرورت کو پورا کیا۔

ف: "اَدْعِيَائِهِمْ" ان کے منھ بولے فرزند، اس کا مفرد "الدَّعِي" یعنی وہ جو کسی قوم کی طرف منسوب ہو جائے جبکہ ان میں سے نہ ہو، اس کی واضح ترین مثال منھ بولا بیٹا ہے۔

ص: "سُنَّةُ الله" الٰہی نظام، حکم خدا اور وہ شریعت کہ جس کو خدا نے گزشتہ پیغمبروں پر نازل کیا۔

ق: "قدراً مقدوراً" اندازہ شدہ تدبیر۔

ر: "جُذَاذاً" ٹکڑے ٹکڑے، ٹوٹا ہوا۔

ش: "فَتًى" نوجوان، بانشاط جوان، مکمل مرد، غلام اور کنیز کو بھی محبت میں فتیٰ کہا جاتا ہے۔

ت: "نُكِسُوا" ٹوٹ گئے، جھک گئے۔

ث: "السِّقَايَةَ" پانی پینے کا برتن، پیمانہ۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

خ: "اَلْعِیر" کاروان اور کاروان کے لوگ۔

ذ: "صُواع" پیمانہ، پانی پینے کا کٹورا۔

ض: "زَعِیم" ضامن، کفیل۔

سوم: آیات کی تاویل اور ان کے معانی

آیات کی تاویل اور معنی میں پہلے ہم ان کے لغوی معنی کے مطابق بعض موارد کی تاویل اور ان کے معنی کو بیان کریں گے اور اس کے بعد اس کے بارے میں ائمہ اہل بیتؑ کی روایات کا تذکرہ کریں گے۔

الفاظ کے لغوی معنی کے مطابق آیات کی تاویل و معانی

الف۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داستان اور بتوں کو توڑنا:

حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑنے کے بعد جو یہ کہا: "بَل فَعَلَهُ کَبِیرُهُم" بلکہ ان بتوں کے بڑے نے یہ کیا ہے۔ یہ دراصل حضرت ابراہیمؑ نے "توریہ" کیا اور اپنی بات کو مشروط اور دورُخی انداز میں بیان کیا تاکہ ان لوگوں کو ذرا متوجہ کریں لہٰذا اس جملہ کے فوراً بعد کہا: "فَاسْئَلُوهُمْ اِنْ کَانُوا یَنْطِقُونَ" "خود انہیں سے پوچھ لو اگر وہ بات کرتے ہیں۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

یعنی اگر بات کرتے ہیں تو ان کے بڑے نے ایسا کیا ہے ! اور یہ بات بت پرستوں کے اس جواب سے سمجھ میں آتی ہے جو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کہی: "لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنۡطِقُوۡنَ" "تم خود جانتے ہو کہ یہ کلام نہیں کرتے ہیں۔"

ب۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملازمین نے جوان کے بھائیوں سے کہا: "اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ لَسَارِقُوۡنَ" "اے کاروان والو ! تم سب چور ہو۔"

یہ بات بالکل صحیح تھی اس لئے کہ ان لوگوں نے ماضی میں یوسف علیہ السلام کو ان کے والد کے پاس سے چرالیا تھا اور جو شاہ کے پیمانہ کے بارے میں ان لوگوں نے کہا: "نَفۡقِدُ صُوَاعَ الۡمَلِكِ" "ہم نے شاہ کا پیمانہ گم کر دیا ہے" تو انہوں نے کہا کہ شاہ کا پیمانہ چوری ہو گیا ہے، اس کلام میں بھی "توریہ" ہوا ہے۔

ج۔ فتح کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصہ

" بیشک ہم نے تم کو کھلی ہوئی فتح و کامیابی عطا کی ہے تا کہ خداوند عالم آپ کے اگلے پچھلے تمام الزامات کو ختم کردے اور آپ پر اپنی نعمت کو تمام کردے اور آپ کو سیدھے راستہ کی ہدایت دے دے اور زبردست طریقہ سے آپ کی مدد کرے۔ وہی خدا ہے جس نے مؤمنین کے دلوں میں سکون نازل کیا ہے تا کہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو جائے اور اللہ ہی کے لئے زمین وآسمان کے سارے لشکر ہیں اور وہی تمام باتوں کا جاننے والا اور صاحب حکمت ہے۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

الفاظ کی وضاحت

الف۔ "فَتَحْنَا" ہم نے کھول دیا، یہاں پر فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ خداوند عالم نے اس کو لفظ فتح سے اس لئے تعبیر کیا کہ مشرکین قریش کی ساری عزت اس دن خاک میں مل گئی تھی اور اس صلح نے ان سے رسولخداؐ کے مقابلہ میں دشمنی اور لشکر کشی کرنے کی قوت چھین لی تھی اور مکہ میں پیغمبرؐ کے داخل ہونے کا راستہ کھول دیا تھا۔

ب۔ "لِيغفِرَ" تاکہ پوشیدہ کردے۔ غفران یعنی چھپانا، پوشیدہ کرنا۔

ج۔ "ذنبك" تمہارے کام کا نتیجہ، راغب اصفہانی کہتے ہیں: "ذنب" دراصل کسی چیز کا پیچھا کرنے کو کہتے ہیں۔

د۔ "اذنَبْته" یعنی میں نے اس کا پیچھا کیا، اس لفظ کا استعمال ان کاموں کے لئے کیا جاتا ہے کہ جن کا مستقبل بُرا اور ناخوشگوار ہے۔ ذنب کی جمع ذنوب ہے۔

لغوی آیات کے مطابق آیت کے معنی اور اس کی تاویل

صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں موجود روایات میں سے ایک روایت مغازی واقدی کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

......عمر، رسول کی طرف اٹھ کر آئے اور کہنے لگے: کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں؟ کہا: تو آخر کیوں اپنے دین کے سلسلہ میں پستی و ذلت کو برداشت کریں! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا بھیجا ہوا ہوں، میں ہرگز

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ بھی ہر گز مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ عمر، مسلسل رسول خداؐ کا جواب دے رہے تھے، اس کے بعد انہوں نے ابو بکر اور ابو عبیدہ سے بھی اس سلسلہ میں گفتگو کی مگر ان لوگوں نے ان کے نظریہ کو ردّ کر دیا، خود خلیفہ دوم کا کہنا ہے کہ اس دن میں شک و تردید میں ایسا مبتلا ہوا اور ایسے رسول کی طرف پلٹا کہ اس طرح میں نے کبھی نہیں کیا تھا.........

یہ سورہ نازل ہوا اور اس نے اعلان کر دیا کہ صلح حدیبیہ رسول اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور مسلمانوں کے لئے عین فتح و ظفر ہے اور جس چیز کو مشرکین افعال پیغمبرؐ کا نتیجہ شمار کر رہے ہیں یعنی مشرکین کو سفیہ کہنا اور مکہ میں ان کے بتوں کو توڑنا اور جنگ بدر و احد میں ان کو قتل کرنا وغیرہ.........

خداوند عالم نے اس فتح آور صلح کے ذریعہ ان تمام چیزوں کو چھپا دیا، اس سورہ میں جملہ "مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ" معنی کے لحاظ سے سورۂ شعراء کے اس جملہ کی طرح ہے: "وَ لَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ وَ أَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونَ" یعنی وہ ذنب اور گناہ جو مشرکین اور فرعونیوں کی نظر میں تھا، نہ یہ کہ وہ "ذنب" اور گناہ حقیقی تھا لہٰذا اپنی قوم کے سلسلہ میں پیغمبر کا گناہ بالکل ویسا ہی تھا جیسے کہ جناب موسیٰ کا گناہ قبطیوں کے سلسلہ میں تھا۔ لغت کے مطابق آیات کے معنی اور تاویل کی وضاحت کے سلسلہ میں ہم اسی مقدار پر اکتفا کرتے ہیں اور اب خدا کی مدد سے دوسرے حصہ میں روایات کی روشنی میں آیات کے معانی اور ان کی تاویل بیان کریں گے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

روایات اہل بیتؑ کی روشنی میں آیات کے معنی اور ان کی تاویل

شیخ صدوقؒ روایت کرتے ہیں کہ مامون عباسی نے دین اسلام اور دوسرے ادیان جیسے یہود، نصاریٰ، مجوس اور صابئین کے تمام متکلمین کو امام رضا علیہ السلام کے پاس بلایا۔ علی بن جہم جو ایک اسلامی متکلم تھا، اس نے امام رضاؑ سے پوچھا: "اے فرزند پیغمبر! کیا آپ انبیاء کی عصمت کے قائل ہیں؟"

آپؑ نے فرمایا: "ہاں۔"

اس نے کہا: "تو آپ خدا کے اس قول کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے: "وَ عَصیٰ آدَمُ رَبَّهُ" یا پھر یہ کہ "ذَالنُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيهِ" یا یہ کہ یوسفؑ کے بارے میں فرمایا: "وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَ هَمَّ بِهَا" یا داؤدؑ کے سلسلہ میں خداوند عالم کا یہ قول کہ "وَ ظَنَّ دَاوُدُ اَنَّمَا فَتَنَّاهُ" یا پھر اپنے آخری پیغمبر کے سلسلہ میں خداوند عالم کا یہ فرمانا: "وَ تُخْفِي فِي نَفْسِكَ۔۔۔" اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔"[1]

امامؑ نے اس سے فرمایا: "وائے ہو تم پر اے علی بن جہم! خدا سے ڈرو اور انبیائے الٰہی کی طرف برائیوں کی نسبت نہ دو اور اپنی رائے اور ذوق کے مطابق کتاب الٰہی کی

---

[1] سورۂ احزاب، آیت ۳۷

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

تاویل نہ کرو کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے: "وَ مَا یَعْلَمُ تَأْوِیلَهُ اِلَّا اللہُ وَ الرَّاسِخُونَ فِی الْعِلْمِ" اس کی تاویل و معنی کو خدا اور " راسخون فی العلم" کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ یہ جو خدا کا ارشاد آدمؑ کے سلسلہ میں ہے: "وَ عَصَی آدَمُ رَبَّهُ فَغَوىٰ" اس کے بارے میں یہ جان لو کہ خدا نے آدم کو پیدا کیا تھا کہ زمین پر اور لوگوں کے درمیان خدا کی حجت اور جانشین ہوں۔ خدا نے آدم کو جنت کے لئے پیدا نہیں کیا تھا اور آدم کی نافرمانی جنت میں تھی نہ کہ زمین پر (جنت میں اس لئے تھے تاکہ) مقدرات الٰہی انجام پا جائیں، جب زمین پر آئے اور خدا کے انتخاب کے ذریعہ حجت اور جانشین خدا ہوئے تو صاحب عصمت ہو گئے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

"اَنَّ اللہَ اصْطَفٰی آدَمَ وَ نُوحاً وَ آلَ اِبراهِیمَ وَ آلَ عِمْرَانَ عَلَی العَالَمِینَ" "خدا نے آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران کو دنیا والوں پر منتخب کیا۔"

اور یونسؑ کے سلسلہ میں خدا کا یہ قول ہے: "وَ ذَالنُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَیهِ" "اور جس وقت یونسؑ غصہ کی حالت میں گئے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر (روزی) تنگ نہیں کریں گے۔" تو کیا تم نے خداوند عالم کا یہ قول نہیں سنا کہ "وَ اَمَّا اِذَا مَا ابْتَلاهُ فَقَدَرَ عَلَیهِ رِزْقَهُ" "اور جب کبھی انسان کا امتحان لے اور اس کی روزی تنگ کر دے یعنی اس کو سختی میں قرار دے اور اگر یونسؑ کا خیال یہ ہوتا کہ خداوند عالم اس پر قادر نہیں ہے تو یقیناً کافر ہو جاتے۔"

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

خدا نے جو جناب یوسفؑ کے سلسلہ میں فرمایا ہے: "وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَ هَمَّ بِهَا" "اس عورت نے یوسف کا ارادہ کیا اور یوسف نے اس عورت کا قصد کیا یعنی اس عورت نے گناہ کا ارادہ کیا اور یوسف نے اس کو مارنے کا قصد کیا۔" (اگر وہ عورت انہیں مجبور کرتی) اس لئے کہ اس نے ایک عظیم گناہ پر ان کو اُبھارنا چاہا تھا، تو خداوند عالم نے قتل اور فحشاء کو یوسف سے دور کر دیا جیسا کہ فرمایا: "لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَ الْفَحْشَاءَ" "تاکہ برائی اور فحشاء کو ان سے دور کر دیں۔" سوء یعنی قتل اور فحشاء یعنی زنا۔

لیکن جناب داؤدؑ کے سلسلہ میں تمہارے ساتھی کیا کہتے ہیں؟"

علی بن جہم کہتا ہے: "وہ کہتے ہیں کہ جناب داؤدؑ اپنی محراب میں مشغول نماز تھے کہ ابلیس نے نہایت خوبصورت پرندہ کی شکل میں خود کو ان پر ظاہر کیا۔ انہوں نے نماز کو توڑ دیا تاکہ اس پرندہ کو پکڑ لیں، پرندہ گھر کے اندر چلا گیا وہ بھی اس کے پیچھے چل دئے، پرندہ چھت کی طرف اُڑا، وہ بھی اس کو پکڑنے کی خاطر اوپر چھت پر چلے گئے۔ وہ پرندہ "اوریا بن حنان" کے گھر میں اُترا۔ داؤد کی توجہ پرندہ کی طرف تھی کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ "اوریا" کی زوجہ نہا رہی ہے جیسے ہی اس پر ان کی نظر پڑی تو اس کے خواہاں ہوگئے۔ "اوریا" کو پہلے ہی آپ نے جنگ پر بھیج رکھا تھا لہٰذا آپ نے اپنے لشکر کے سپہ سالار کے پاس خط لکھا کہ اس کو جنگی مورچہ پر بھیج دے۔ "اوریا" جنگی مورچہ پر گیا اور مشرکین پر غالب آگیا اور یہ داؤد کے لئے بہت سخت تھا

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

لہٰذا دوبارہ ایک خط لکھا کہ اس کو تابوت کے آگے آگے رکھو، اوریا، خدا کی رحمت اس پر ہو، اس حادثہ میں مارا گیا اور داؤد نے اس کی زوجہ سے شادی کر لی۔"

امام رضا علیہ السلام نے اپنے چہرے پر ایک طمانچہ مارا اور فرمایا: "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ" تم نے الٰہی پیغمبروں کی طرف ایک کبوتر پکڑنے کی خاطر نماز کو سبک شمار کرنے، اس کے بعد فحشاء اور پھر اس کے بعد قتل کرنے کی نسبت دی ہے!!"

وہ شخص کہتا ہے: "اے فرزند رسول! تو آخر ان کی خطا کیا تھی؟"

آپؑ نے فرمایا: "وائے ہو تم پر! داؤد نے صرف یہ خیال کیا تھا کہ خداوند عالم نے ایسی مخلوق کو جو، ان سے زیادہ عقلمند ہو، پیدا نہیں کیا، خداوند عالم نے بھی (اسی وجہ سے) دو فرشتوں کو منتخب کیا اور وہ فرشتے ان کی محراب کے اوپر گئے اور کہنے لگے:

"ہم دو مدعی ہیں، ہم سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے پس ہمارے درمیان مطابق حق فیصلہ کریں اور (راہ حق سے) منحرف نہ ہوں اور ہمیں راہ راست کی طرف ہدایت کریں، یہ میرا بھائی ہے کہ جس کے پاس ۹۹/دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے، یہ کہتا ہے کہ وہ ایک بھی مجھے دے دو اور گفتگو میں میرے ساتھ سختی کرتا ہے۔"

داؤدؑ نے شاکی کے حق میں فیصلہ کرنے میں جلدی کی اور کہا: "لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهِ" اس نے وہ دنبیاں ہوتے ہوئے بھی تم سے ایک دنبی مانگ کر تم پر ستم کیا ہے۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

انہوں نے شاکی سے کسی دلیل کی درخواست نہ کی اور جس کے خلاف شکایت کی گئی اس کی طرف توجہ نہ دی اور اس سے نہ پوچھا کہ تمہارا کیا جواب ہے؟ یہ ان کی قضاوت کی خطا تھی، نہ وہ خطا کہ جس کو تم بیان کرتے ہو، کیا خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے:

"اے داوٗدؑ! ہم نے تم کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے پس تم لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کرو۔"

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: "اے فرزند رسولؐ! آخر "اوریا" کے سلسلہ میں ان کا کیا قصہ ہے؟"

فرمایا کہ جناب داوٗدؑ کے زمانہ میں اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا یا مار دیا جاتا تھا تو وہ عورت ہرگز دوسری شادی نہیں کرتی تھی، وہ پہلے شخص جن کے لئے خدا نے ایک بیوہ عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی وہ حضرت داوٗد علیہ السلام تھے۔[1]

جناب داوٗدؑ کی داستان کے سلسلہ میں ایک دوسری روایت امام علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "اگر کسی ایسے شخص کو میرے پاس لایا جائے جو یہ کہے کہ جناب داوٗد نے "اوریا" کی زوجہ کے ساتھ شادی کی تو میں اس پر حدود جاری کروں گا؛ایک حد نبوت کے لئے اور دوسری حد اسلام کے لئے۔"[2]

[1] بحار الانوار، ج ۱۱، ص ۷۳ منقول از امالی صدوق، ص ۹۰۔۹۲؛ عیون اخبار الرضا، ص ۱۰۸

[2] تفسیر مجمع البیان و نور الثقلین، آیت کی تفسیر کے ذیل میں، تنزیہ الانبیاء، سید مرتضیٰ، ص ۹۲

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص جناب داوٗدؑ کی داستان کو اس طرح روایت کرے جیسے کہ قصہ گو افراد روایت کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ تازیانے لگاؤں گا؛ قذف کی حد اسّی کوڑے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ انبیاء پر تہمت لگانے کی حد ہے۔[1]

اگر یہ کہا جائے کہ جو روایات آپ نے ذکر کی ہیں وہ قمی کی طرف منسوب تفسیر سے ٹکراتی ہیں تو اس تفسیر میں مذکور روایت کا خلاصہ اس طرح ہے:

داوٗدؑ اپنے محراب میں مشغول نماز تھے کہ اسی اثنا میں ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور اس دیوار پر بیٹھ گیا جو "اوریا" کے گھر کے درمیان تھی، داوٗد علیہ السلام نے "اوریا" کو کسی کام کے لئے بھیج رکھا تھا، داوٗدؑ دیور کے اوپر گئے تاکہ اس پرندے کو پکڑ لیں۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت بیٹھی نہا رہی ہے، جب اس عورت نے ان کو دیکھا تو اپنے سر کے بال کھول کر اپنے بدن کو ان سے چھپا لیا، داوٗدؑ اس عورت کے عاشق ہوگئے اور اپنی محراب کی طرف پلٹے اور سپہ سالار کو لکھا کہ کہاں کہاں نقل و حرکت کرے اور تابوت اپنے اور دشمن کے درمیان قرار دے اور "اوریا" کو تابوت کے آگے رکھے۔ سپہ سالار نے ایسا ہی کیا اور اس میں "اوریا" مارا گیا۔[2]

---

[1] تفسیر خازن، فخر رازی و نور الثقلین، اسی آیت کی تفسیر کے ذیل میں

[2] بحار الانوار، ج ۱۴، ص ۲۰۔۲۳، منقول از تفسیر قمی، "والتتمة فی کتاب الاسرائیلیات و اثرھا فی کتب التفسیر" ص ۲۳۳، پہلی اشاعت، بیروت۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے: اس روایت کے راوی نے مکتب خلفاء میں آیات کی تفسیر میں وارد شدہ متعدد روایات کو جمع کیا ہے اور اپنے خیالات کا بھی ان میں اضافہ کیا ہے اور اس کے بعد ان کو امام صادق علیہ السلام کا قول بنا کر نقل کیا ہے۔ ہم اس روایت کی سند کی طرف اشارہ کئے بغیر اس کے مضمون پر اپنی تنقید میں یہ کہتے ہیں:

مذکورہ "اوریا" کی داستان کے بارے میں ایک روایت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ جب راوی آپ سے یہ پوچھتا ہے: "لوگ جو کچھ اوریا کی زوجہ کے سلسلہ میں کہتے ہیں، اس سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟" تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سب باتیں عامہ (اہل سنت) کی بنائی ہوئی ہیں۔[1]

امام صادق علیہ السلام نے صراحت کے ساتھ اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ داؤد علیہ السلام اور اوریا کی بیوہ عورت کے متعلق تمام باتوں کے موجد مکتب خلفاء کے پیروکار ہیں لہٰذا یہ بات ان لوگوں کی طرف سے مکتب اہل بیت علیہم السلام کی کتب احادیث میں داخل ہو گئی اور ہم نے اس طرح کی روایات کو "منتقل شدہ روایات" کا نام دیا ہے یعنی مکتب خلفاء کی وہ روایات جو ان کی طرف سے مکتب اہل بیت علیہم السلام میں منتقل ہوئی ہیں۔[2]

---

[1] بحار الانوار، ج ۱۴، ص ۲۰۰

[2] ہماری کتاب "القرآن الکریم و روایات المدرستین" میں منتقل شدہ روایات کی بحث ملاحظہ کریں۔

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

اگر ہم اس روایت کے اصل ماخذ اور مکتب خلفاء کی تاریخی اور تفسیری کتب میں جستجو کریں گے تو واضح ہو جائے گا کہ اس روایت کے راویوں نے اس کو رسول اکرمؐ سے نقل نہیں کیا یعنی یہ نہیں کہا کہ رسول خداؐ نے اس روایت کو فرمایا۔ البتہ ایک روایت ہے جس کو سیوطی نے آیت کی تفسیر میں "یزید رقاشی" سے انس کے ذریعہ نقل کیا ہے اور ہم پہلے ہی اس کے بطلان کو واضح کر چکے ہیں۔

نتیجہ یہ کہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب کی شادی زید کے ساتھ کر کے دورِ جاہلیت کے حسب و نسب کی برابری والے قانون کو "اسلامی برابری" کے قانون کے ذریعہ توڑ دیا اور اسی بڑی کامیابی کے بعد خداوند عالم نے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ زینب (مطلقۂ زید) کے ساتھ شادی کر لیں اور اس طرح دورِ جاہلیت کے "منھ بولے بیٹے" کے رائج قانون کو بھی ختم کر دیں اور اس کو اسلامی قانون میں تبدیل کر دیں۔

جس طرح کہ داؤد علیہ السلام نے اوریا کی بیوہ کے ساتھ شادی کر کے بیوہ کے ساتھ شادی کی ممنوعیت کے قانون کو توڑ دیا تھا، تمام انبیاء علیہم السلام احکام اسلام کے نفاذ کے لئے ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "سود" اور دور جاہلیت کے "خوں خواہی" کے قانون کے سلسلہ میں بھی ایسا ہی کیا اور "حجۃ الوداع" کے موقع پر اپنے چچا عباس کے مال کے "ربا" اور سود کو باطل قرار دیا اور اپنے چچا کے بیٹے کے قتل کو جائز قرار دے دیا۔[1]

---

[1] سیرۂ ابن ہشام، ج ۴، ص ۱۷۵، مطبوعہ مصر

Presented by: jafrilibrary.com

Presented by: jafrilibrary.com

یہ ہے نبی خدا جناب داؤدؑ کے ساتھ "اوریا" کی بیوہ اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زید کی مطلقہ زینب کی شادی کی اصل حقیقت لیکن گذشتہ انبیاء کے قصوں کے معانی و تاویل میں "اسرائیلی روایات" اور کتب تفسیر اور بعض دوسری اسلامی کتب میں جعلی اور گڑھی ہوئی روایات کے رواج نے حق و باطل کو آپس میں ملا دیا اور حق کو محققین کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔ یہ روایات اس وجہ سے اسلامی معاشرے میں رائج اور مشہور ہوئیں کہ مسلمانوں پر بعض مسلط حکام جو جنسی شہوت میں غوطہ ور رہا کرتے تھے ان کے لئے اس طرح کی روایات نہایت مناسب بہانہ تھیں۔یزید بن معاویہ اور اس جیسے دوسرے مروانی خلفاء اور ان کے نمک خواروں کے غیر شرعی کرتوت کو جائز ثابت کرنے کے لئے ضروری تھا کہ مکتب خلفاء کے پیروکار انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرف بھی گناہ و عصیان کی نسبت دے دیں تاکہ ان سے عصمت کو سلب کیا جاسکے اور ان آیات کے معنی اور تاویل کو اس طرح بیان کیا جائے کہ خلفاء سے ہر طرح کی تنقید واشکال کو دور کیا جاسکے۔

والحمد للہ رب العالمین

روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ میں فرمایا تھا:
......ہر طرح کا سود اور ربا ختم کر دیا گیا ہے، تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے، نہ ستم کرو، نہ ستم کا نشانہ بنو، خداوند عالم فرماتا ہے کہ کسی طرح کا بھی سود اور ربا نہ ہو، عباس ابن عبد المطلب کا "ربا" سب باطل ہے۔ دور جاہلیت میں جو بھی خون بہایا گیا وہ معاف ہے اور وہ پہلا خون جس کو تم سے اٹھائے لیتا ہوں وہ ربیعہ بن حرث بن عبد المطلب کے بیٹے کا خون ہے وہ "بنی لیث" کے قبیلہ میں دودھ پی رہا تھا کہ قبیلہ "ہذیل" نے اس کو قتل کر دیا، وہ پہلا مقتول ہے جس سے دور جاہلیت میں بہائے گئے خونوں کو معاف قرار دینے کے لئے میں شروع کر رہا ہوں۔

Presented by: jafrilibrary.com